مسلسل اشاعت کے پچاس سال

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

595-96 / جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ ، مارچ ، اپریل 2015ء

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ مولانا راشد الحق سمیع

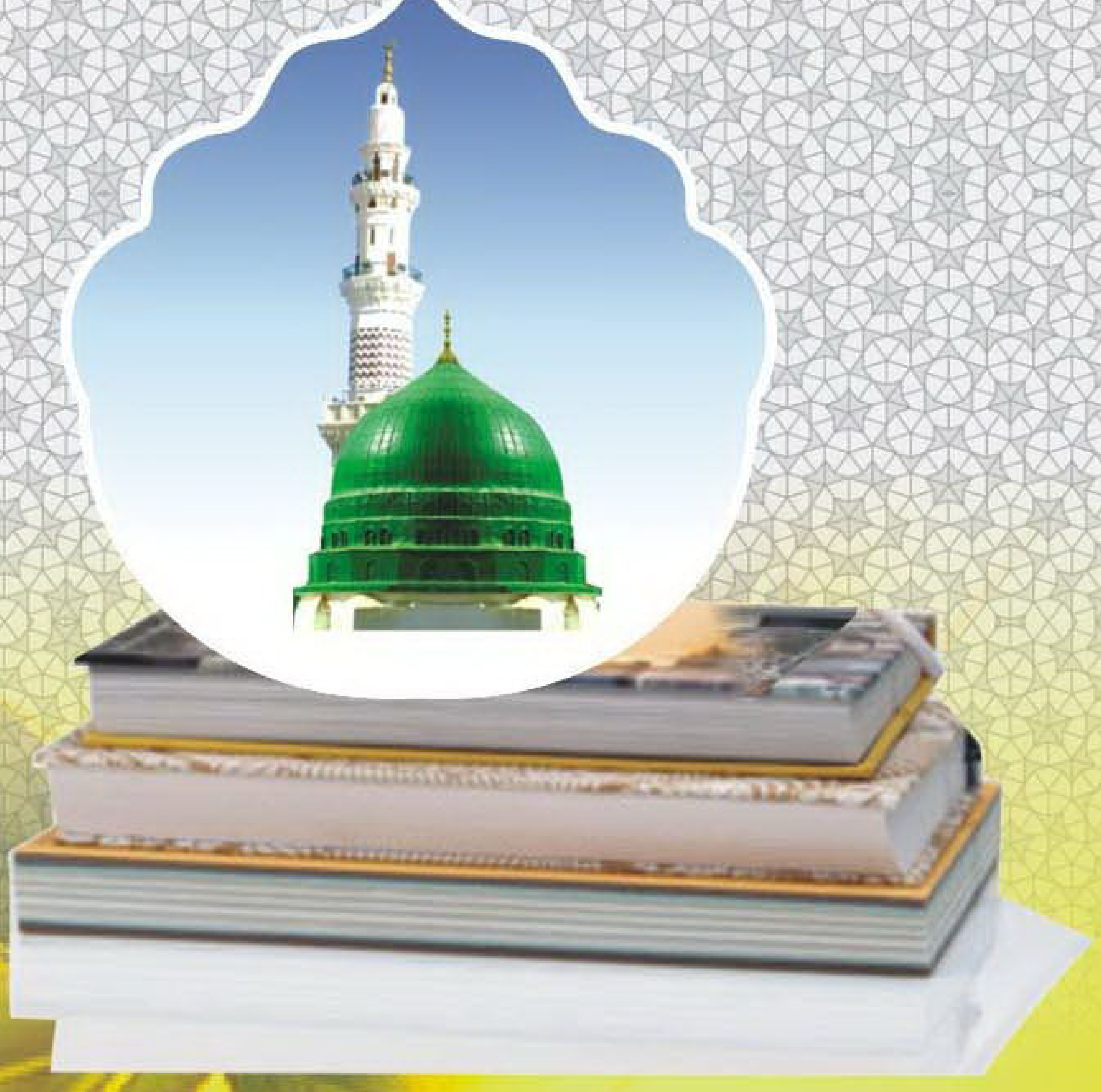

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الأُمِّیِّ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر 50
شمارہ نمبر 6-7
جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ
مارچ۔اپریل ۲۰۱۵ء

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

● نقش آغاز: حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کی دارالعلوم حقانیہ آمد، دارالعلوم حقانیہ کی چند جدید علمی مطبوعات کی تفصیل (خطبات مشاہیر، سوانح مولانا سمیع الحق اور افغان طالبان نظریاتی جنگ)......مولانا راشد الحق ۲

● عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات......مولانا حافظ عرفان الحق ۸

● جمعۃ المبارک کے فضائل و آداب اور حقوق......شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق ۱۸

● درود شریف دنیا و آخرت کی کامیابیوں کا زینہ......مولانا حافظ ابوالمعزؔ اظہار حقانی ۲۵

● حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ اور دیگر اکابرین کی جامعہ حقانیہ آمد اور ایک محفل علم وسلوک کا حسین منظر......مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی ۳۹

● حضرت شیخ عبدالمجید لدھیانویؒ: ایک عظیم معمار قوم......ڈاکٹر محمود الحسن عارف ۵۱

● دارالعلوم کے شب و روز......مولانا حامد الحق حقانی ۶۴

● تعارف و تبصرہ کتب......محمد اسرار ابن مدنی ۶۷

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: 630435- 923 92+
فیکس نمبر: 630922- 923 92+
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز　　　　مولانا راشد الحق سمیع

عظیم داعی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے جانشین وفرزند

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی کی دارالعلوم حقانیہ آمد

الحمدللہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ عالم اسلام اور ہندوپاک کی ایسی روح پرور علمی و دینی درسگاہ ہے جس میں وقتاً فوقتاً عالم اسلام کے مشاہیر اور زعماء ملت تشریف لاتے رہتے ہیں، اور دارالعلوم کے ساتھ اپنی محبت ووابستگی کا اظہار فرماتے رہتے ہیں، اسی سلسلے میں مورخہ ۷۔اپریل ۲۰۱۵ء بروزمنگل بمطابق ۱۷رجمادی الثانی ۱۴۳۶ھ کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ ایک ایسی بابرکت و قدآور شخصیت اپنے وفد کے ہمراہ تشریف لائیں جن کی آمد سے دارالعلوم حقانیہ کی رونق وعزت میں چار چاند لگ گئے۔آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا ،صدر مدرس جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور (ہندوستان) مرکزی رہنما وسرپرست عالمی تبلیغی جماعت کے فرزندِ ارجمند و جانشین ہیں اوراس عظیم نسبت کے علاوہ ہندوستان کی دوعظیم علمی وروحانی درسگاہوں دارالعلوم دیوبند و دارالعلوم مظاہر العلوم کے سرپرست اعلیٰ بھی ہیں، ماشاء اللہ آپ بہت بڑی روحانی شخصیت و پیر طریقت ہونے کیساتھ اپنے والد گرامی شیخ الحدیث مولانا زکریا قدس سرہ کا سلسلہ دنیا بھر میں پھیلا دیا ہے۔آپکے عقیدت مندوں اورفیض یافتگان کی تعداد ہزاروں سے بھی آگے پہنچ گئی ہے۔اس کے علاوہ ہندوستان میں سینکڑوں مدارس اور چھوٹے بڑے مکاتب کی نگرانی وسرپرستی بھی فرماتے رہتے ہیں۔اگر یہ کہا جائے کہ حضرت طلحہ صاحب مدظلہ اس وقت برصغیر کے متفق علیہ دیوبندی بزرگ ہیں تو مبالغہ نہ ہوگا جنہیں پاکستانی جماعتوں کیساتھ ساتھ ہندوستان کے تمام علماء، مشائخ، مذہبی تنظیمیں بھی حقیقی طور پر تسلیم کرتی ہیں۔

حضرت مدظلہ سے ویسے تو حرمین شریفین میں سال بہ سال الحمدللہ ملاقات کا شرف حاصل رہتا ہے، لیکن ہم سب کی یہ دیرینہ تمنا تھی کہ آپ جامعہ دارالعلوم حقانیہ بھی تشریف لائیں کیونکہ حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ اور دارالعلوم سہارنپور کے علماء و مشائخ اتفاق سے دارالعلوم اس وقت تشریف نہ لاسکتے تھے، بہرحال پچھلے سالوں راقم نے حضرت کی لاہور آمد کے موقع پر دارالعلوم تشریف لانے کی درخواست پیش کی جو آپ نے قبول کرکے آئندہ دورہ کے موقع پر آنے کا وعدہ فرمایا۔پھراس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے

قابل فخر فرزند پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب مدظلہ کی خصوصی دلچسپی وتحریک پر آپ دارالعلوم تشریف لائے، دارالعلوم میں آپ کی آمد کے موقع پر عید کا سماں پیدا ہوگیا تھا مختصر وقت اور بغیر اطلاع کے باوجود ہزاروں علماء فضلاء صوبہ بھر سے تشریف لاچکے تھے، حضرت والا مدظلہ نے نماز ظہر ہمارے غریب خانے میں ادا کی پھر اس کے بعد دارالعلوم کے دارالحدیث ہال میں باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اور حضرت کاندھلویؒ کے آباؤ اجداد کے شاندار علمی ،اصلاحی اور دعوتی خدمات پر روشنی ڈالی، اس کے بعد مجلس میں دیگر شرکاء کا مختصر تعارف فرمایا۔ جس میں عالمی ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی صدر حضرت مولانا عبدالحفیظ مقیم مکہ مکرمہ اور پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب مہتمم دارالعلوم زکریا ترنول راولپنڈی، پیر طریقت حضرت مولانا مفتی مختار الدین شاہ سجادہ نشین دارالعلوم کربوغہ کوہاٹ، مولانا عبدالقیوم حقانی مہتمم جامعہ ابوہریرہ، شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحلیم (دیربابا)، شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب، مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب، مفتی محمد یوسف صاحب کراچی، مولانا عدنان کاکاخیل معروف خطیب ودینی سکالر، شیخ الحدیث مولانا سعید اللہ شاہ دارالعلوم اسلامیہ مسجد درویش پشاور، پروفیسر محمد بہادر صاحب وائس چانسلر بینظیر بھٹو یونیورسٹی دیر، مولانا فضل علی حقانی نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام (ف)، مولانا قاری محمد عمر علی مہتمم تحسین القرآن، مولانا یحییٰ لدھیانوی فرزند حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مفتی شاہد محمود راولپنڈی، وغیرہ شامل تھے، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نے بھی حضرت کاندھلوی اور ان کے آباؤ اجداد کے پس منظر کو بیان کرنے کے بعد ان سے طلباء کو اجازت حدیثِ دینے اور وعظ ونصیحت کرنے کی درخواست کی۔ حضرت انتہائی کم گو، سادہ مزاج، جبوں وقبوں سے دور بلکہ نفور، خطیبانہ نازنخروں سے ناآشنا، انتہائی سادہ لب ولہجہ میں خطاب فرمانے لگے۔ بچپن سے بڑھاپے تک جن جن اکابر سے فیض یاب ہوتے رہے، دھیمے دھیمے انداز میں اس کا تذکرہ کرتے رہے، علمائے دیوبند اور علمائے سہارنپور کی بنیادی تین چیزوں دعوت، تدریس اور تزکیہ پر زور دیا۔ حاضرین مجلس بیان سے زیادہ اُن کی روحانیت شخصیت اور دیدار سے فیضیاب ہوتے رہے۔ مجلس میں انوارات و برکات کی بارش تھی، الغرض ایک روح پرور نورانی اجتماع تھا جسکی یادیں دلوں کی دنیا اور یادوں کی بستی میں تازہ رہیں گی۔

نوٹ: تفصیلی رپورٹ کے لئے مولانا حبیب اللہ حقانی کی رپورٹ اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی چند جدید علمی مطبوعات کی تفصیل

الحمدللہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تعلیمی، علمی، روحانی، سیاسی سرگرمیاں عروج پر ہیں، گزشتہ دو برس قبل ''مکتوباتِ مشاہیر'' کا عظیم الشان کام دارالعلوم اور مؤتمرالمصنفین کی طرف سے علمی دنیا کے سامنے آیا، الحمدللہ جس کی دادتحسین سارے برصغیر کی علمی ادبی حلقوں سے کی گئی۔اس کے بعد حضرت والد صاحب مدظلہ نے ایک اور اہم علمی تصنیفی کام کی طرف توجہ مبذول کی اور دارالعلوم حقانیہ کے سڑسٹھ سالہ منبرومحراب اور دستار بندی اجتماعات و دیگر مذہبی، علمی و سیاسی، روحانی مجالس میں ہونے والے خطبات کو جمع کرنا شروع کیا، ابتداء میں صرف اکابرین دیوبند کے خطبات کو جمع کرنے کا منصوبہ تھا، لیکن جوں جوں مواد کو جمع کرنا شروع کیا تو یہ سلسلہ بڑھتا اور پھیلتا ہی چلا گیا۔زیادہ مواد ۱۹۴۷ء تا ستمبر ۱۹۶۵ء مولانا صاحب کی ذاتی ڈائریوں میں محفوظ تھا،اس کے بعد ماہنامہ ''الحق'' کے اجراء سے تقریباً بہت سا مواد تسلسل کے ساتھ چھپتا رہا جبکہ دو جلدوں کے برابر مواد پرانی ویڈیو اور آڈیو ٹیپ کیسیٹوں سے صفحہ قرطاس پر منتقل کیا گیا جو دس ضخیم جلدوں میں پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ کتاب کی ترتیب و تدوین اور نظرثانی سمیت اہم حواشی اور توضیحات کا سارا کام حضرت والد صاحب مدظلہ نے بے پناہ سیاسی مصروفیات، پے در پے اسفار، دارالعلوم میں تدریسی وانتظامی امور کے باوجود خود بنفس نفیس انجام دیا جو ہم جیسے کوتاہ ہمتوں کیلئے نہ صرف قابل رشک بلکہ درس عبرت ہے۔ بہرحال اس عظیم الشان علمی کام کے سلسلے میں مؤتمرالمصنفین و ماہنامہ الحق سے وابستہ علماء و ارکان بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے حضرت والد صاحب مدظلہ کے برق رفتار مزاج اور رفتارِ کار کیساتھ چلتے ہوئے تخریجِ احادیث ،کمپوزنگ ،پروف ریڈنگ و سیٹنگ انتہائی خوش اسلوبی سے مکمل کیا۔اس کتاب کی کئی جلدیں الحمدللہ پریس کے حوالے کر دی گئی ہیں اور عنقریب ان شاءاللہ اس کی طباعت مکمل ہوکر منظر عام پر آجائے گی۔

اس کتاب میں برصغیر پاک وہند کے علاوہ علمائے عرب ومغرب کے اہم علماء، مشائخ و سیاسی زعما، اور دنیا بھر کے سینکڑوں اسکالروں اور دارالعلوم دیوبند و دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ ومشائخ کی تقاریر جمع کی گئی ہیں۔ جس کی تفصیل ان شاءاللہ آئندہ شمارے میں اجمالاً شامل اشاعت کی جائے گی۔

مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات

دارالعلوم حقانیہ کے مایہ ناز فاضل، ماہنامہ ''الحق'' کے سابق مدیر، درجنوں کتابوں کے مصنف، ادیب وخطیب حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب، بانی مہتمم جامعہ ابوہریرہ ایک بہت عبقری علمی، ادبی اور مذہبی شخصیت ہیں۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ خداداد صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ کچھ ہی عرصے میں انہوں نے تصنیف وتالیف کے میدان میں فتوحات کے علم ہر سو گاڑ دیئے ہیں۔ قرآن وحدیث، فقہ و تصوف، تذکرہ وسوانح، تاریخ و سیاسیات، سفرنامے سمیت تصنیف وتالیف کی ہر جہت پر کوئی نہ کوئی کتاب ضرور لکھی ہے، حال ہی میں ان کی نئی تازہ ترین سوانحی کتاب (دو ضخیم جلدوں میں) مولانا سمیع الحق حیات و خدمات کے نام سے منظر عام پر آئی ہے۔ مولانا حقانی نے انتہائی جانفشانی اور جہدِ مسلسل سے یہ عظیم معرکہ سر کیا۔ کتاب کے ٹائٹل پر مولانا حقانی نے سوانح کا مختصر خاکہ کچھ یوں پیش کیا ہے:

> ''تذکرہ وسوانح شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق، جو ایک مردِ مجاہد کی کہانی ہی نہیں ایک عہد کی تاریخ ہے اور داستانِ سبق آموز بھی ہے، مولانا سمیع الحق کے علم وقلم، ادب و تاریخ، درس وتدریس، اعلاء کلمۃ الحق، شریعت بل اور نفاذ شریعت کی تحریک، قومی وملی اور سیاسی خدمات، قادیانیت سمیت تمام فرق باطلہ کا تعاقب، افغان جہاد اور تحریک طالبان سے لے کر دفاع پاکستان کونسل تک معرکہ آرائیوں کے دلچسپ تاریخی مراحل، تقریباً پون صدی پر مشتمل دلآویز، سبق آموز داستان عزیمت''

حضرت مولانا حقانی صاحب کو اپنے استاد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے بے پناہ محبت وعقیدت ہے، اور اس لازوال محبت کو حقانی صاحب نے عملی جامہ پہناتے ہوئے ایک ایسی جامع مستند اور دلچسپ سوانح ترتیب دی جو صرف مولانا صاحب کے سوانح عمری نہیں بلکہ اُن کی زندگی سے جڑی ہوئی ہر تحریک، ہر تنظیم، ہر معرکہ اور ہر جدوجہد کی ایک منفرد داستان ہے۔ جو پاکستان کی سیاسیات، مذہبی تحریکات کے حوالے سے ریسرچ کرنے والوں کے لئے ایک ریفرنس بک کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ اس عظیم و تاریخی علمی کاوش پر مولانا حقانی صاحب، ان کی ٹیم اور ادارہ القاسم اکیڈمی ہم سب شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے حقانی فضلاء کی طرف سے فرض کفایہ ادا کرتے ہوئے سینکڑوں اہل قلم کی ذمہ داری کو تنہا نبھایا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی علمی و دینی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

افغان طالبان اور 9/11 کے تناظر میں

مولانا سمیع الحق کی نئی انگریزی کتاب

Afghan TALIBAN : *WAR of Ideology* Struggle for Peace

حال ہی میں والد ماجد کی نئی معرکۃ الآراء کتاب ''افغان طالبان: نظریاتی جنگ اور امن کی جدوجہد'' انگریزی زبان میں طبع آزما مراحل سے گذر کر منظر عام پر آ گئی ہے۔ افغان طالبان اور نائن الیون کے بعد دارالعلوم حقانیہ اور والد گرامی پورے مغربی میڈیا کا مرکز و محور رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں صحافی، تجزیہ نگار، اینکرز، کالم نگار، میڈیا گروپس نے دارالعلوم کا وزٹ کیا اور والد گرامی سے مختلف ایشوز پر گفتگو کی۔ والد صاحب نے حتی الوسع ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا کچھ مطمئن ہو کے چلے جاتے اور کچھ تعصب کے جال میں پھنس کر درست بات کو منفی رنگ دے کر اچھالتے۔ والد صاحب کے انٹرویوز مختلف آڈیو کیسٹس سے نقل کر کے اردو زبان میں ''صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام'' کے نام سے ایک بہترین کتاب ترتیب دی جا چکی ہے' جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، عرصہ دراز سے بہت سے دانشوروں کی رائے تھی کہ اس کتاب کو انگریزی زبان میں منتقل کر کے اہل مغرب کو طالبان کا موقف درست انداز میں سمجھایا جائے۔ کتاب کے دو ترجمے ہوئے مگر معیار کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکی۔ آخری ایڈیٹنگ ملک کے معروف ومشہور صحافی جناب عظمت عباس صاحب، سابق بیورو چیف روزنامہ ڈان (Dawn) وچینل ''ڈان'' نے کی۔ برادرم مولانا محمد اسرار حقانی بھی خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں جن کی شب وروز تحریک اور کاوشوں اور خوب سے خوب تر کی جستجو کے باعث اِس کتاب کی اشاعت اور شاندار طباعت ممکن ہوئی لیکن یاد رہے کہ یہ وہ انٹرویوز والی کتاب نہیں بلکہ اُسی فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا صاحب نے ایک نئے انداز میں افغان طالبان، ۹/۱۱، اُسامہ بن لادن، القاعدہ، ملا محمد عمر، دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ، نصاب، دینی مدارس، علماء دیوبند اور نظام، دفاع افغانستان کونسل سمیت اسلام کا حقیقی چہرہ جیسے اہم موضوعات پر روشنی ڈالی گئی۔ کتاب پر مشرق ومغرب کے نامور اہل قلم حضرات نے وقیع تبصرہ لکھے، جس میں سے چند حسب ذیل ہیں:

☆ **یوآن ریڈلے** (نومسلم خاتون، دانشور وصحافی اور طالبان پر مغرب میں بہترین کتاب کی مصنفہ مریم):

کتاب کے مقدمہ میں دنیائے مغرب کی مشہور ومعروف صحافیہ یوآن ریڈلے ''مریم'' رقمطراز ہے:

''سب سے اہم ترین نکتہ جو یہ کتاب پیش کرتا ہے، وہ یہ ہے کہ طالبان نے کبھی بھی امریکہ سے جنگ لڑنا نہیں چاہی، اور انھوں نے بارہا کوشش کی کہ جنگ نہ چھیڑی جائے۔ عام طور سے ان واقعات کو تاریخی

حوالوں سے مسخ کیا جاتا ہے، لیکن مولانا سمیع الحق ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ طالبان نے امریکہ کو یہ پیش کش کی تھی کہ اسامہ پر افغانستان میں مقدمہ چلایا جائے، اور امریکیوں سے مطالبہ کیا تھا کہ ان کے خلاف شواہد فراہم کریں...... جب تھکن نہ ہو اور اس کتاب کو اٹھا کر پڑھنے کے بعد آپ اسے رکھیں گے، تو اسلام، طالبان اور افغانستان میں آغازِ جنگ کے ایک مختلف پس منظر کے بارے میں آپ خوب اچھی واقفیت حاصل کر چکے ہونگے۔ کئی حوالوں سے یہ کتاب بش اور ٹونی بلیر کے ان انتہا پسندانہ بیانات کیلئے تریاق بھی ہے، جن کو آج بھی کئی لوگ الاپتے ہیں۔"

☆ **عظیم صحافی و افغان امور کے ماہر جناب رحیم اللہ یوسف زئی:** (ایڈیٹر دی نیوز پشاور، نمائندہ بی بی سی)

"مولانا سمیع الحق نے جرات اور ثابت قدمی سے ہر فورم پر افغان طالبان کا دفاع کیا ہے، انہوں نے ان کے مسائل، اور ان کے کاز اور مؤقف کے دفاع میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اپنے مدرسہ دارالعلوم حقانیہ، جہاں طالبان کی اعلیٰ قیادت کی اک بڑی تعداد فارغ التحصیل ہے، مغربی میڈیا میں طالبان کے مؤقف بیان کرنے پر سب سے زیادہ فوکس تھے...... یہ کتاب نہ صرف افغان طالبان کا موقف ہے بلکہ اُن کے ساتھ مولانا سمیع الحق کی حمایت کا اظہار ہے۔"

☆ **سینیٹر مشاہد حسین:** (چیئرمین سینیٹ ڈیفنس کمیٹی)

"مولانا سمیع الحق، پاکستان کے ایک ممتاز مذہبی اور سیاسی شخصیت ہیں، انہوں نے اپنی سوانح عمری کا وہ حصہ جو افغان طالبان اور 9/11 کے تناظر میں لکھا اور بعد میں پاکستانی طالبان کے ساتھ مذاکرات اور امن کے قیام کے حوالے سے اپنی جدوجہد کا تذکرہ کیا ہے جو انتہائی دلچسپ ہے۔ مولانا سمیع الحق وہ شخصیت ہیں جو اب بھی صدر اشرف غنی اور ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ اور افغان طالبان کی منتخب حکومت کے درمیان مذاکرات کے ذریعے افغانستان میں حقیقی مفاہمت کو فروغ دینے میں مدد کر سکتے ہیں۔"

☆ **نامور سکالر جناب احمد رشید:** (نیویارک ٹائمز امریکہ کے معروف صحافی)

"دور جدید میں مولانا سمیع الحق صاحب کی فکر اور اس کے دینی ادارے نے، جو ان کے خاندان نے پاکستان کے شمال میں قائم کیا ہے، اسلامی عقائد اور اور تعلیمات کو متعارف کرانے میں ایک اہم اور بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ مولانا نے افغانستان اور پاکستان کے بہت سے طالبان قائدین کو تعلیم دلائی۔ ان کا دینی اثر رسوخ وسطی ایشیا اور کاکیشیا تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جس دور میں ہم رہ رہے ہیں کتاب کے ذریعے اُس کی وضاحت میں انھوں نے مدد بہم پہنچائی ہے۔"

کتاب اپنی ظاہری و باطنی آرائش و زیبائش کی بناء پر عروسِ جمیل درلباس حریر کی عملی تصویر ہے۔ کتاب کی بہترین طباعت پر جناب شاہد اعوان اور ایڈیٹر جناب عظمت عباس صاحب ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ امید ہے کہ اس کاوش سے مغرب میں پائی جانے والی بہت سی غلط فہموں کا ازالہ ہوگا۔

(قسط ۴۷) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

(۶۹ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب' اہل محلّہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

اس موضوع کے حوالہ سے حضرت شیخ الحدیث جدی المکرم مولانا عبدالحقؒ کے تاثرات ورائے جو کہ ۴۵ برس قبل کے ہیں، یہی آج بھی اہل علم وفکراور ارباب مدارس کی رائے ہے، کی دوسری قسط پیش خدمت ہے۔ (مرتب)

مجوزہ تعلیمی پالیسی اور مدارس عربیہ (اداریہ اگست ۱۹۶۹ء)

مدارس کا کنٹرول حکومت اور خارجی دباؤ سے ہمیشہ آزاد رہنا

اسکی وجہ بھی ہمارے خیال میں صرف ایک ہے کہ دینی مدارس ہمیشہ حکومت کے کنٹرول اور ہر خارجی دباؤ سے آزاد ہے، حالات کی ناسازی مشکلات اور مصائب کی پروا کئے بغیر یہ مدارس دین کی تحفظ اور

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

صحیح خدمت میں مشغول رہے اور جدید نظام تعلیم حکومتوں کی نگرانی اور امداد سے پھلا پھولا اور بیرونی یا داخلی حکومتوں کی پالیسیاں اس پر اثرانداز ہوتی رہیں اگر یہ عربی مدارس بھی حکومتوں کی گرانٹ اور ان کے کنٹرول میں ہوتے تو آج یہ مدارس بھی شخصی اغراض اور حکومتوں کی پالیسیوں کی وجہ سے دین کو اس قدر بدل چکے ہوتے کہ اصلی دین کا نام ونشان بھی اس برصغیر میں باقی نہ رہتا اور ان مدارس میں دین کی تعبیر وتشریح کا کام حکومتوں کے جائز وناجائز مقاصد اور پالیسیوں کی روشنی میں کیا جاتا اور دین میں سراسر تحریف ہو جاتی جس کی کئی مثالیں اور افسوسناک نتائج عالم اسلام میں مل سکتے ہیں بحمد للہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوا اور ان دینی مدارس کو چلانے والوں اور پڑھنے پڑھانے والوں نے خالص خوشنودی خداوندی اور فریضہ مذہبی جان کر اب تک یہ خدمت انجام دی قوم نے خدمت کی تب بھی، نہ کی تو تب بھی ان مدارس عربیہ اور ان سے نکلنے والے علماء حق نے تحفظ دین میں کوتاہی نہیں کی یہ سلسلہ آج تک تو کلاً علی اللہ جاری ہے اور مسلمان قوم کی رضا کارانہ تعاون اور امداد سے یہ عظیم کام چل رہا ہے بحمد للہ دین محفوظ ہے اور باوجود کوششوں کے دین میں تغیر وتحریف نہیں کیا جا سکا اب حکومت نے اصلاحی جذبہ کے تحت دونوں نظاموں میں دور رس تبدیلیوں کا ارادہ کیا ہے۔عصری تعلیم گاہوں میں دنیوی قومی ضروریات کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات واقدار کیلئے اقدامات اٹھائے تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ دنیوی ترقیات اور قومی ضروریات کیلئے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں کافی کام ہو رہا ہے اور اہم ترین ضرورت ہے کہ ان اداروں میں اسلامی تعلیمات اور اسلام اقدار کی اشاعت کیلئے مؤثر قدم اٹھایا جائے اس نظام تعلیم کا مقصد صرف لارڈ میکالے کے نظریہ کی تکمیل نہ ہو بلکہ ایک اسلامی معاشرہ اور اسلامی مملکت کیلئے نہ صرف دنیا بلکہ دینی لحاظ سے بھی نہایت کامل اور صالح افراد مہیا ہو سکیں۔

رہا عربی مدارس کا نصاب اس میں اگر مروّجہ لازمی علوم وفنون جن کی ضرورت ہے اگر شامل کر دیئے جائیں تو اس سے کسی کو انکار نہ ہوگا اس لئے کہ دنیوی علوم وفنون سے کسی دور میں یہ مدارس عربیہ خالی نہیں رہے یہ فنون اب بھی مدارس عربیہ میں شامل ہیں مثلاً علم حساب میں خلاصۃ الحساب ریاضی میں تصریح و شرح چغمینی اقلیدس اور فلسفہ قدیم میں صدرا شمس بازغۃ وغیرہ اور منطق میں کئی کتابیں زیر درس رہتی ہیں اب اگر حکومت بعض عصری ترقی یافتہ علوم اور اضافہ شدہ تحقیقات کو سائنس جغرافیہ وغیرہ کی شکل میں اضافہ کی خواہش رکھتی ہے جن کا خود مدارس عربیہ کو احساس ہے تو اسے نگاہ تحسین سے دیکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ چند باتوں کو ملحوظ رکھا جائے۔

دینی مدارس میں اصلاحات کے سلسلہ میں تجاویز

الف: عربی مدارس کے نصاب میں اولیت اور اہمیت بہر حال علوم دینیہ قرآن و حدیث تفسیر و اصول تفسیر فقہ اصول فقہ اور علوم عربیہ ادب معانی نحو صرف وغیرہ کو رہے ان علوم میں حکومت کو دخل دینے یا ترمیم کرنے کا کوئی حق نہ ہو۔

ب: نئے علوم کے اضافہ اور نصاب میں کمی بیشی کی نگرانی کا کام مدارس عربیہ کی اپنی ایک با اختیار تنظیم اور کسی فعال بورڈ کے ہاتھ میں رہے جس میں شامل علماء مدارس عربیہ کے تمام مسائل کی اہمیت اور مسلک و مشرب سے آگاہ ہوں مستند ہوں اور حکومت کے اثر سے آزاد ہوں جن کے تقویٰ و دیانت اور علمی مہارت پر اعتماد ہو اور کم از کم دس سالہ تجربہ مدارس عربیہ میں پڑھنے پڑھانے کا انہیں حاصل ہو اس بورڈ میں ملک کے مستند اور ممتاز مدارس عربیہ کے مہتممین یا صدر مدرس کی کم از کم دو تہائی اکثریت ہونی چاہیے پھر اس بورڈ کے ارکان پر عامۃ المسلمین اور اہل علم کا اعتماد بھی ہو اگر اس بورڈ کا تقرر حکومت کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے تو خطرہ ہے کہ اس میں سابقہ ثقافتی یا سرکاری تحقیقاتی اداروں جیسے نام نہاد ''علامہ اور محقق'' قسم کے لوگ شامل کر دیئے جائیں جو اس نظام تعلیم کا سارا نقشہ ہی بدل دیں گے۔

ج: اس با اختیار تنظیم کی ایک مثال ہمارے سامنے مدارس عربیہ کی ایک تنظیم وفاق المدارس کی شکل میں موجود ہے جس کا مرکز ملتان میں ہے، دو ڈھائی سو مدارس اس سے منسلک ہیں اور اس نظامی کی انتہائی کلاس دورۂ حدیث شریف کے امتحانات دس سال سے اس تنظیم کی نگرانی میں یونیورسٹی کی طرز پر ہو رہے ہیں یہ تنظیم مدارس ملحقہ کی نگرانی بھی کرتی ہے اور نصاب میں کمی بیشی بھی عرصہ سے اس کے ہاں زیر غور ہے وفاق المدارس کو زیادہ فعال، منظم اور با اختیار بنا دینے کی صورت میں ملک کے بعض دیگر ممتاز مدارس بھی اس سے الحاق کر سکتے ہیں اور بلا کسی دخل اندازی کے حکومت کی نصاب کے سلسلہ میں ماہر اساتذہ اور کتابوں کی فراہمی اور سندات کی منظوری وغیرہ مراعات دینے سے اسکی افادیت اور بھی بڑھ سکتی ہے حکومت اگر وفاق المدارس یا اس کے متبادل دوسری کسی خود مختار تنظیم کے نامزد کردہ بورڈ ہی کو منظور کر لے اور اس میں غیر ملحقہ مدارس یا جدید علوم کے ماہرین کو بھی نمائندگی دیدی جائے اور اسے با اختیار اور آزاد چھوڑ دے تو حکومت ایک تو بھاری اخراجات سے بچ جائیگی دوسرے مدارس بھی نظام تعلیم کا معیار باقی رکھنے کے سلسلے میں کئی پریشانیوں اور بے اطمینانیوں سے محفوظ رہیں گے۔

د: مدارس عربیہ کے امتحانات اور تعلیمات کی نگرانی، نصاب میں مشورہ اور رہنمائی کا کام اس بورڈ کے

ہاتھ میں ہو اور دیگر تمام داخلی انتظامی امور اساتذہ کا نصب وعزل وغیرہ کا اختیار مقامی مجلس منتظمہ اور مہتمم کی مرضی پر رہے۔

ہ: مالیات کے سلسلہ میں بھی مدرسہ کُلاً (مکمل طور پر) خود مختار رہے اور اس کے آمد خرچ کا کام مجلس منتظمہ ہی پر چھوڑ دے بالفاظ دیگر حکومت مدارس عربیہ کے اخراجات کا بوجھ بیت المال پر نہ ڈالے، اگر یکمشت اور غیر مشروط کسی وقت بطور عطیہ کچھ دے تو حرج نہیں البتہ گرانٹ کے نام پر حکومت دینی عربی مدارس کی امداد نہ کرے تاکہ ان مدارس کے ساتھ قوم کا تعاون اور اعتماد برقرار رہے اور مالی طور پر حکومت کا دست نگر بننے کی وجہ سے ان علوم کی آزاد اسلامی روح بھی مجروح نہ ہونے پائے دو سو سال سے قوم جس خلوص سے ان مدارس کے خطیر اخراجات برداشت کرتی چلی آئی ہے یہ چیز صرف اس صورت میں آئندہ بھی قائم رہ سکتی ہے کہ حکومت کا مالی تعاون نہ ہو اگر قوم کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان دینی مدارس کو حکومت باقاعدہ مشروط امداد دے رہی ہے تو وہ کنارہ کش ہو جائے گی اور سارا بوجھ سرکاری خزانہ پر پڑ جائے گا جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہونے کی وجہ سے اس نظام کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا موجب بنے گا، اور بنیادی بات وہی ہے کہ دین حکومت کی آئے دن کی پالیسیوں کے نیچے پس جائے گا، اور نادانستہ حکومت کا یہ اصلاحی قدم دین کے ختم کرنے اور اس ملک کی نظریاتی اساس کو برباد کرنے کا ذریعہ بن جائے گا۔

د: مدارس عربیہ کو مالیات کے لحاظ سے آزاد چھوڑ دینے کی صورت میں یہ خطرہ ہے کہ بہت سے لوگ دینی علوم اور مدارس عربیہ کے نام پر بددیانتی کرنے لگیں گے تو اس کے تدارک کیلئے حکومت یا منتخب بورڈ ہر مدرسہ کے مالیات آمد وخرچ اور حسابات کی جانچ پڑتال کر سکتی ہے کہ واقعی فلاں مدرسہ موجود ہے یا نہیں؟ اور تعلیمی سلسلہ اس میں باقاعدہ جاری ہے یا نہیں اور اس کا حساب کتاب درست ہے یا غلط؟

رہا یہ سوال کہ حکومت کی مالی سرپرستی نہ کرنے اور مالی امداد نہ دینے کی صورت میں علماء اور طلباء کا دنیوی معیار اونچا نہیں ہو سکتا اور معیار زندگی کمزور رہے گا، تو گزارش ہے کہ علماء حق اور دینی مدارس والے یہ خدمت دو سو سال سے فقر و فاقہ برداشت کر کے بقدر کفاف قوت لایموت کی زندگی گزار کر انجام دیتے آئے ہیں یہ جماعت علوم انبیاء کی وارث ہے جن کا اعلان تھا کہ لااسئلکم علیہ اجراً (علماء کے سامنے اصل مسئلہ اپنے لئے معاشی خوشحالی اور پیٹ کا مسئلہ نہیں بلکہ دین کی بقاء اور تحفظ کا ہے اگر حکومت کی کسی نئی پالیسی سے یہ مقصد مجروح ہوتا ہے اور کسی اقدام سے علماء ربانی کا گروہ مطمئن نہیں ہوتا تو وہ ایسے مدارس کو چھوڑ کر اسلاف کی طرح جنگلوں اور درختوں کے سایہ میں بیٹھ کر وارث نبوت علوم نبویہ کی حفاظت کرتے رہیں گے انہوں

نے بوسیدہ چٹائیوں پر بیٹھ کر برطانیہ اور انگریز کے علی الرغم دین کی خدمت کی تو اب تو بحمد اللہ اپنی حکومت ہے اور علماء ملک کی بقاء کی خاطر اور بھی بڑھ چڑھ کر دین کی حفاظت کریں گے یہ ہمیں یقین ہے کہ موجودہ حکومت دین کی بقاء چاہتی ہے نہ کہ اس کا ضعف اور اسمیں تحریف مگر سابقہ تجربات بتلاتے ہیں کہ جب بھی خودغرض اور مطلق العنان قسم کے لوگ اقتدار پر قابض ہوئے تو وہ دین میں دخل اندازی کرنے لگے اور اسے اپنی خواہشات کا خادم اور حاشیہ برادر بنانے لگے جس کا ثمرہ یہی ہوتا ہے کہ دین ایسے ملک سے کسی دوسری جگہ اپنا ڈیرہ ڈال دیتا ہے اور خود یہ قوم نہ دنیا کی رہتی ہے نہ دین کی بلکہ خسر الدینا والآخرۃ کا مصداق بن جاتی ہے اس وقت علماء حق اسلام کی خاطر سوشلزم، اشتراکیت، مغربیت اور دیگر لادینی فتنوں کے مقابلہ میں بلا کسی خوف اور لالچ کے سینہ سپر ہیں۔

تو ہمیں یقین ہے کہ دین کی ترویج اور فروغ کی خاطر بغیر طمع ولالچ اور محض خداوند کریم کی خوشنودی حاصل کرنے سے علماء حق قدیم دینی نظام تعلیم کو محفوظ رکھیں گے اور بوسیدہ چٹائیوں اور باسی ٹکڑوں پر گزر اوقات کر کے علوم دینیہ کی درس وتدریس کو جاری رکھیں گے اس وقت ممکن ہے کہ کچھ لالچی قسم کے لوگ مدارس عربیہ پر حکومت کے کنٹرول اور تسلط کی تائید کریں مگر یہ لوگ نہ تو حکومت کی خیر خواہ ہوں گے نہ دین کے اور نہ اس ملک کے بلکہ انہیں محض اپنے وقتی مفادات عزیز ہوں گے اہل حق کا گروہ ہر حال میں بلا کسی لومۃ لائم کے فریضۂ مذہبی ادا کرنے میں سعی بلیغ کرتا رہے گا اور انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون کے وعدہ کے مطابق خداوند کریم کی نصرت غیبی ان کے شامل حال رہے گی۔

دوایک مزید گزارشات پیش ہیں:

الف: اسلامی مدارس کو جدید نظام تعلیم میں مدغم کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ جدید نظام تعلیم کو درست کیا جائے جس پر حکومت کا کروڑوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اس تبدیلی کے نتائج اگر پاکستان اور دین کے حق میں ظاہر ہوئے تو اسکی افادیت کے بعد مذہبی مدارس خود بخود اپنے نظام میں تبدیلی کا تقاضا کرنے لگیں گے مگر اب تک جدید نظام تعلیم جو نہ دین کیلئے فٹ ہے اور نہ دنیا کے لئے اسمیں اہم انقلاب لائے بغیر دینی مدارس کو اس سے منسلک کرنے کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ دین کے تحفظ کا جو کام ہو رہا ہے وہ بھی درہم برہم ہو جائے گا۔

ب: مشنری اداروں کو بند کر دینے کی تجویز بھی نہایت قابل تحسین ہے اس سے لادینی اور مغربی فتنوں کا دروازہ بند ہو جائے گا، البتہ پاکستان اقلیتوں اور عیسائیوں کے سکولوں کے آزاد چھوڑ دینے میں یہ خطرہ ہے کہ جو خطرات غیر ملکی مشنری اداروں سے بلاواسطہ درپیش تھے اب وہ ان ملکی اداروں کے ذریعہ

بالواسطہ اپنے مقاصد کی تکمیل کراتے رہیں گے لہذا ایک تو ایسے اداروں میں کسی مسلمان بچے کو داخلہ کی اجازت نہ ہو دوسرے ملک کی سلامتی کی خاطر اور ان کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ رہنے کے لئے ان اداروں کی کڑی نگرانی رکھی جائے۔

ج: رپورٹ میں اسلامیات کو میٹرک تک لازمی اور پوسٹ گریجویٹ کے درجہ کے لئے اختیاری قرار دیا گیا ہے مگر اسلامیات کو آخری درجوں تک لازمی قرار دینا چاہیے اور اس میں ناکام ہونے کی صورت میں آخری ڈگری بھی روک دینی چاہیے اس کے بغیر محض ادھوری اور سرسری دینی معلومات کا نتیجہ خاطر خواہ نہ ہوگا بلکہ نیم عالم خطرہ ایمان کا منظر ہوگا اور آگے چل کر دین کے بارہ میں ایسے اذہان ارتیاب (شک) اور تذبذب کا شکار ہوں گے۔

د: ایک اہم بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ اسلامی علوم کے ماہر ہونے کے علاوہ اسلامی اخلاق و کردار کا عملی نمونہ ہوں، حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ پر گامزن ہوں اسطرح استاد کی زندگی اور تربیت کا اثر شاگردوں پر پڑے گا ورنہ نرے محقق قسم کے اساتذہ کا کوئی خوشگوار اثر نہیں پڑ سکتا اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ میں یہ چیز ضرور ملحوظ ہے کہ کم از کم ظاہری طور پر تو وہ متشرع اور احکام شریعت کی پابندی کرنے والے ہوں۔

آخر میں ہم تعلیمی پالیسی پیش کرنے والے محترم جناب ائر مارشل نور خان (جن کے اخلاص تدین اور عالی ہمتی کی بڑی شہرت ہے) سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ سو برس کے دور غلامی کی خرابی کی جڑیں بہت دور تک پہنچ چکی ہیں کسی بھی انقلابی قدم اٹھانے سے پہلے مسئلہ کے تمام گوشوں کو دیکھ کر نہایت حکیمانہ و مدبرانہ اور غیر عاجلانہ قدم اٹھانا چاہیے جدید تعلیمی نظام میں تبدیلی کیساتھ ساتھ ان لاکھوں افراد کے دینی و اسلامی تربیت پر بھی توجہ دینی چاہیے جن کا ذہن و دماغ جدید تعلیم کے سانچہ میں ڈھلا ہوا ہے اس نظام کی افادیت ان کے دل میں راسخ ہو چکی ہے یہی لوگ اس نئے تعلیمی نظام کو چلانے والے ہوں گے تو جب تک اس محکمہ سے وابستہ لاکھوں افراد دل و جان سے اسلامیات کی فوقیت اور عظمت کے قائل نہ ہونگے وہ اسے نئی نسل کے قلوب میں پوری شرح صدر کے ساتھ کب اتار سکیں گے اسی طرح جب قدیم علوم پڑھانے والوں کو اس نظام کی افادیت کا علم ہوگا تو وہ جدید علوم وفنون کو بھی بخوشی قبول کرلیں گے ہم انقلابی حکومت کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ملک وملت کی اصلاح کی خاطر اصلاحی اقدامات کا بیڑا اٹھایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ دین و ملک اور مسلمانوں کی کامیابی وسرخروئی کیلئے کام کرنے کی انہیں صحیح توفیق عطا فرماوے۔ (مطبوعہ اداریہ الحق اگست ۱۹۶۹ء)

جمعیۃ کے اختلافات اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ پر اعتماد اور ان کا مؤثر کردار

اگست ۱۹۶۹ء: جمعیت علماء اسلام سے حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور حضرت مولانا ظفر احمدؒ کے اختلافات شدید شکل میں ظاہر ہونے لگے اگست کے آخری ہفتہ میں نئی متوازی جمعیت العلماء ان حضرات نے قائم کرلی دونوں طرف سے اخباری بیانات الزامات اور اتہامات نے خطرناک صورت حال اختیار کرلی حضرت شیخ الحدیث کو بھی اس سلسلہ میں سخت پریشانی تھی اور جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر مولانا مفتی محمودؒ اور مولانا غلام غوث ہزاروی کے سوشلسٹ جماعتوں کی طرف اتحاد کا رجحان سخت پریشان کن اور تشویش کا باعث تھا مجھے لاہور کے کسی سیمینار کے سلسلے میں جانا ہوا تو حضرت والد گرامی نے حضرت مولانا عبیداللہ انور اور دیگر زعماء جمعیت کو اس صورت حال کی اصلاح کی طرف توجہ دلانے کی تلقین کی ان دنوں نئی جمعیت کی تشکیل کے سلسلے میں بنگلہ دیش سابق مشرقی پاکستان کے علماء مولانا اطہر علی وغیرہ بھی تشریف لائے تھے انہیں بھی حالات نے پریشان کر رکھا تھا غور وحوض کے بعد اکثر حضرات کی نگاہ حضرت شیخ الحدیثؒ پر پڑی اور خطوط و تار اور ٹیلیفون کے ذریعے شدید اصرار ہوا کہ آپ خود ہی تشریف لا کر اتحاد کیلئے کوئی صورت نکال دیں ادھر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحبؒ کراچی پہنچے جبکہ حضرت شیخ الحدیث پنڈی سے بذریعہ طیارہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی معیت میں رات کے تین بجے کراچی پہنچے۔

احقر اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبیداللہ انور مرحوم کی معیت میں بذریعہ کار ملتان خانپور اور دین پور کے اکابر سے ملتے ہوئے کراچی پہنچا نیو ٹاؤن ، لانڈھی اور جیکب لائن میں اکابر علماء کے مذاکرات جاری رہے اصولی اختلاف تو ختم نہ ہوسکا البتہ ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی نہ کرنے پر سب حضرات نے دستخط کر دیئے پھر ایک رابطہ کمیٹی بنائی گئی جو مفاہمت اور اتحاد کی راہ نکالنے پر غور کرنے لگی اس کمیٹی میں حضرت والد گرامی کے علاوہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ، حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ اور مولانا اطہر علی مشرقی پاکستان اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوری بھی شامل تھے۔ یکم ستمبر کو مولانا احتشام الحق تھانوی کے مکان پر اکابر علماء کے بند کمرے میں مذاکرات ہوئے ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش کی ان دنوں پوری علمی دنیا کی نظریں ان مذاکرات اور اس سلسلے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے مشن پر لگی ہوئی تھی روزنامہ جنگ کراچی نے حضرت مولانا عبدالحق کی آمد کی خبر دیتے ہوئے لکھا '' دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا عبدالحق صاحب جو تمام دینی حلقوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھتے جاتے ہیں ایک خاص مشن

پر کراچی پہنچ رہے ہیں اور امکان ہے کہ مولانا عبدالحق ایک ہی نام سے متوازی جمیعت علماء اسلام کے دھڑوں کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کریں گے۔ اخبارات نے مختلف قسم کی خبریں نشر کیں بحرحال اس تمام صورتحال کے پس منظر میں حضرت شیخ الحدیث پر فریقین کے اعتماد اور ہمہ گیر محبت پر روشنی پڑتی ہے۔
(نوٹ) آگے ڈائری میں اس مفاہمت کے سلسلے میں تفصیلی احوال آرہے ہیں۔

۲۱،۲۲ / اگست: لاہور محکمہ اوقاف کے سیمینار میں شرکت کیلئے روانگی رات قاری سعید کے ہاں قیام رہا، اگلے روز بذریعہ تیز گام پنڈی سے لاہور روانہ ہوا وہاں نعمت کدہ نامی ہوٹل میں مولانا محی الدین آف ڈھاکہ کی رفاقت میں قیام رہا شام کے بعد دفتر جمعیت میں زعماء جمعیت اور نماز سے قبل مولانا عبیداللہ انور سے ان کے مکان پر ملاقات ہوئی۔

سوشلزم کے مسئلہ پر مفاہمت کی کوشش (لاہور سے بائی روڈ ملتان خانپور کراچی کا سفر)

۲۳ / اگست: زعماء جمعیت سے بسلسلہ مفاہمت گفتگو ہوئی۔ ۲۴ / اگست: ۱۹۶۹ء سوشلزم کے مسئلہ پر علماء دو حصوں میں بٹ گئے تھے حضرت والد صاحب کی تحریک پر میں اور مولانا عبیداللہ انور، کچھ احباب نے ان اکابر کو ایک جگہ جمع کر کے کسی مفاہمت پر پہنچنے کی مہم شروع کی ابتداء لاہور سے ہوئی لاہور اوقاف سیمینار میں مولانا بنوری مولانا شمس الحق افغانی مولانا حامد میاں سے مشورے ہوئے مولانا مفتی محمود سے بھی رابطہ ہوا اور علماء بنگال میں مولانا اطہر علی سے بھی بات ہوئی کہ کراچی میں جمع ہوں۔

۲۵ / اگست: اس سلسلے میں میں اور مولانا عبیداللہ انور مرحوم بذریعہ کار ملتان اور خانپور روانہ ہوئے رات اوکاڑہ میں صدیق صاحب کے ہاں قیام کیا راستے میں دارالعلوم کبیر والا دیکھا۔

۲۶ / اگست: پھر ملتان پہنچے مولانا مفتی محمود سے طویل گفتگو ہوئی مفتی محمود صاحب سوشلزم کے بارے میں جمعیت کی پالیسی پر ڈٹے رہے کئی گھنٹے بحث کے بعد ہمیں مایوسی ہوئی مفتی صاحب کی کمر میں بہت بڑا پھوڑا تھا پھر بھی بکمال شفقت ہم دونوں کے بے حد اصرار پر کراچی روانگی پر پر آمادگی ظاہر کی۔ بعد از عصر میں مولانا عبیداللہ انور اور مولانا محی الدین خان صاحب ملتان سے خانپور روانہ ہوئے فون پر حضرت کو اطلاع دے دی گئی تھی مغرب کے بعد تھوڑی دیر کے لئے بہاولپور ٹھہرے اور پھر رات ۱ بجے خانپور پہنچے حضرت درخواستی صاحب نے بستر وغیرہ بچھا رکھے تھے۔

۲۷ / اگست: نماز فجر سے قبل حضرت درخواستی سے ملاقات ہوئی اور اس موضوع پر گفتگو ہوئی ۸ / بجے صبح دین پور روانہ ہوئے حضرت مولانا عبدالہادی دین سے پہلی ملاقات ہوئی اثر انگیز گفتگو ہوئی سادہ اور پاکیزہ ماحول مولانا دین پوری اور مولانا سندھی کے مزارات پر مولانا کے اقارب کی معیت میں حاضری ہوئی عجیب

کیفیت تھی بالخصوص مولانا عبیداللہ انور پر عجیب جذب و مستی کی کیفیت طاری تھی ، مولانا عبیداللہ انور یہاں سے لاہور واپس ہوئے اور ہم نے کار ہی سے کراچی کا سفر شروع کیا۔

۲۸/اگست: اگلے دن صبح ۹/ بجے کراچی پہنچے میریٹ روڈ پر قیام رہا ابتدائی طور پر بنگال وغیرہ کے علماء سے ملاقاتیں کیں بعداز ظہر مولانا تقی عثمانی سے ملاقات ہوئی جن کے ساتھ شام کو پہاڑی پر تفریح کے لئے بھی جانا ہوا بعداز مغرب مولانا عبداللہ کاکاخیل سے بھی ملاقات ہوئی۔

۲۹/اگست: نماز جمعہ دہلی مسلم سوسائٹی میں حاجی بشیر الدین صاحب کے ہمراہ مولانا احمد الرحمٰن کے اقتداء میں پڑھی۔

۳۰/اگست: والد صاحب مدظلہٗ رات ۱۰ بجے کے طیارے سے بغرض مذاکرات حضرت مولانا بنوری کی معیت میں کراچی پہنچے اور مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن میں قیام رہا۔

۳۱/اگست: بنگالی حضرات سے مذاکرات ہوئے وہاں سے مولانا احتشام الحق اور مولانا مفتی محمد شفیع کے ہاں جانا ہوا دونوں فریقین سے گفتگو جاری رہی شام کو نیوٹاؤن واپسی ہوئی۔

یکم ستمبر: کو مولانا احتشام الحق کے مکان پر بند کمرے میں اکابر کی گفتگو ہوئی کافی حد تک مفاہمت ہوئی اس بند کمرے کے اجلاس میں والد صاحب مرحوم مولانا احتشام الحق تھانوی مولانا مفتی محمد شفیع ، مفتی محمود، مولانا ہزاروی مولانا اطہر علی اور مولانا یوسف بنوری نے شرکت کی سب نے ایک مشترکہ بیان پر دستخط کئے، جو الحق ستمبر میں مطبوعہ ہے۔

اکابر علماء کا مشترکہ بیان

۱۹۶۹ء یکم ستمبر: کراچی میں باہمی مفاہمت کے سلسلہ میں حسب ذیل علماء کرام کے درمیان ایک بند کمرے میں مذاکرات ہوئے جو کئی گھنٹوں تک جاری رہے ان مذاکرات کے بعد حسب ذیل مشترکہ بیان جاری کیا گیا۔

کچھ روز سے بعض اخباری بیانات اور اسلام دشمن عناصر کی ریشہ دوانیوں سے جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں کے مابین جو اختلافات اور کشیدگی پیدا ہوگئی ہے اسکو دور کرنے اور باہم ایک دوسرے کے قریب کرنے کیلئے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ، مولانا محمد یوسف بنوری صاحب ، مولانا اطہر علی صاحب ، مولانا عبدالحق حقانی صاحب اور مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی پر مشتمل ایک کمیٹی مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب کے منظوری سے قائم کی گئی ہے یہ کمیٹی مفاہمت اور مصالحت کے مذاکرات جاری رکھے گی سردست اس کمیٹی کے ارکان اور مفتی محمود صاحب و مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب بالاتفاق اعلان کیا ہے کہ مفاہمت کی گفتگو جاری

ہے فریقین میں سے ہر ایک اپنے اپنے کام کو جاری رکھتے ہوئے کسی دوسرے پر تقریروں یا اخباری بیانات سے حملے نہ کریں اور ہر فریق دوسرے کا احترام باقی رکھے۔

۱: مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ۲: مولانا محمد یوسف بنوری صاحب ۳: مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی ۴: مفتی محمود صاحب ۵: مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب ۶: مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک ۷: مولانا اطہر علی صاحب کشور گنج مشرقی پاکستان۔

احترام اساتذہ

علماء کے اتحاد اور مفاہمت کے سلسلے میں کراچی میں ایک دفعہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب علماء کی مجلس سے اٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو ان کی آمد پر والد صاحب اپنی عادت کی مطابق ایستادہ (اٹھنے) ہونے لگے کہ حضرت مفتی صاحب نے نہایت تاکید کے ساتھ اٹھنے سے روک دیا اور ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الہند کا ایک جملہ یاد ہے کہ اولاً تو علماء اساتذہ و اکابر کا احترام جاتا رہا جو کچھ باقی تھا وہ اب کی اٹھک بیٹھک میں جاتا رہا۔

والد صاحب کی کراچی سے واپسی

۲ر ستمبر: دارالتصنیف لمٹیڈ مجاہد آباد کراچی مولانا طفیل خواجہ سلیم احمد کی دعوت پر والد صاحب گئے۔

۳ر ستمبر: رات کو ایک بجے بذریعہ طیارہ والد صاحب کی معیت میں واپسی ہوئی صبح ساڑھے چار بجے پنڈی اور بارہ بجے اکوڑہ خٹک واپسی ہوئی۔

۷ر اکتوبر: پشاور بلدیہ میں مولانا احتشام الحق تھانوی کے استقبالیہ بعد از شام یونیورسٹی میں تقریر ہوئی اور تاج میر شاہ کے عشائیہ میں شرکت کی بعد از عشاء مسجد مہابت خان میں انکی تقریر میں شرکت کی۔

مولانا احتشام الحق تھانوی کی دارالعلوم آمد

۸ر اکتوبر: دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسماعیل خان کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا ☆ مولانا احتشام الحق تھانوی کی دارالعلوم میں آمد دفتر میں حضرت کے ساتھ گفتگو اور پر لطف مجلس رہی۔ (جاری ہے)

زیر تعمیر جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا فیس بک اکاؤنٹ

https://www.facebook.com/jamiamasjidmolanaabdulhaq

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

جمعۃ المبارک کے فضائل وآداب اور حقوق

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ○ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ
فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ [سورۃ الجمعۃ 9:62]

''اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھو''

قال النبی ﷺ: ان یوم الجمعة سید الایام واعظمها عند الله واعظم عند الله من یوم الاضحی ویوم الفطر فیه خمس خلال خلق الله فیه آدم واهبط فیه آدم الیٰ الارض وفیه توفی الله آدم وفیه ساعة لا یسأل الله فیها العبد شیئا الا اعطاه ایاه مالم یسأل حراماً وفیه تقوم الساعة مامن ملك مقربٍ ولا سماء والارض ولا ریاح ولا جبال ولا بحر الا وهن یشفقن من یوم الجمعة ○ (رواه احمد وابن ماجة)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کا دن سب دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے بڑا دن ہے۔ اور عید الاضحیٰ وعید الفطر سے بھی بڑھ کر اس کا مرتبہ ہے اور اس دن میں پانچ باتیں ایسی واقع ہوئی ہیں جو اور دنوں میں نہیں ہوئیں اسی جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا اور اسی دن ان کو زمین پر اتارا اور اسی دن انکو وفات دی اور اسی دن میں ایسا مقبول وقت ہے کہ جو بندہ بھی جائز سوال کرے گا اللہ تعالیٰ ضرور دے گا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور تمام مقرب فرشتے اور آسمان وزمین، ہوا، پہاڑ، اور دریا سب ڈرتے اور کانپتے ہیں کہ کہیں اس جمعہ کو قیامت قائم نہ ہو جائے۔

عظمت وفضیلت والا دن

معزز سامعین! آج جمعہ مبارک کا دن ہے اسی مناسبت سے چند گزارشات جمعہ کے دن کے بارے میں آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس عظمت تمام

عظمتوں برکتوں، اور فضیلتوں کی مالک ہے، وہ جس چیز کو عظمت و فضیلت دے۔ تو پھر کائنات کی کوئی چیز اس کو ذلت نہیں دے سکتی عرب کی سرزمین جہاں نہ پانی نہ گھاس اور نہ درخت صرف صحراء ہی صحراء تھے مگر جب اللہ تعالیٰ نے عظمت دینا چاہی تو رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرما کر بے آب و گیاہ سرزمین کو سید البلاد بنا دیا اور پھر قرآن مجید میں اس شہر کی قسمیں کھائیں۔ تو عظمتوں کا مالک بعض کو عظمتوں سے نوازتا ہے اور بعض کو نفرتوں سے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی کہ تمام انبیاء کرامؑ کا مقام و مرتبہ بڑا اونچا ہے لیکن افضل الرسل ذات محمد ﷺ ہے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے مقرب، تابعدار ہیں لیکن مقرب ترین فرشتہ جبرائیلؑ ہیں، اسی طرح نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ بڑی فضیلت مقام و مرتبہ پر فائز تھے، جیسا کہ چند جمعے ان کی فضیلت و منقبت کا تذکرہ ہوتا رہا، لیکن سب صحابہ کرامؓ میں اونچا درجہ اور فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حاصل ہے، اسی طرح مہینوں میں سب سے افضل ترین مہینہ رمضان کا مہینہ ہے، اور دنوں میں سب سے افضل دن جس کو افضل الایام اور سید الایام کہا جاتا ہے وہ جمعہ مبارک کا دن ہے۔

خصوصیت امت محمدیہ ﷺ

معزز سامعین! جس طرح نبی ﷺ افضل اور اسکی امت افضل ہے اس وجہ سے اس امت کو عبادت کا جو دن دیا گیا تو وہ بھی افضل ہے اور یہ دن روز اول سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبادت کے لئے طے شدہ تھا، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں کا امتحان لیا یہود سے کہا کہ تم عبادت کے لئے ایک دن متعین کرو جو کہ ہمارے علم میں متعین ہے تو انہوں نے ہفتہ کا دن چن لیا کہ ہم ہفتہ کے دن صرف اطاعت و عبادت کریں گے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ اے یہودیو! ہفتہ کے دن کا احترام کرو، جب دعویٰ کرتے ہو کہ وہ دن مبارک و مقدس ہے۔ بہر حال پھر نصاریٰ سے کہا کہ تم بھی اپنے لئے عبادت کا دن متعین کرو جو کہ ہمارے علم میں متعین ہے کہ تم اس متعین دن تک پہنچ پاتے ہو یا نہیں نصاریٰ نے اپنے لئے اتوار کا دن مقرر کر لیا، نصاریٰ کے لئے اتوار کے دن عبادت فرض کر دی گئی، پھر جب اس امت محمدیہ ﷺ کی باری آئی اور رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں اختیار دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا دن منتخب کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ روز اول سے ہی عبادت کے لئے جمعہ کا دن مقرر تھا، مگر یہودیوں اور نصاریٰ نے اس میں غلطی کی اور امت محمدیہ ﷺ نے وہ پہچان لیا، اسی وجہ سے یہ دن سید الایام بننے کا مستحق بھی ہے

عیدوخوشی کا دن

جمعہ مسلمانوں کیلئے عیداور خوشی کا دن ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادمبارک ہے کہ:

وعن انس بن مالک ؓ قال عرضت الجمعة علیٰ رسول اللهﷺ جاء بها جبرائیل علیه السلام فی کفة کالمرأة البیضاء فی وسطها کالنکتة السوداء فقال ما هذا یا جبرائیل قال هذا الجمعة یعرضها علیك ربك لتکون لك عیداً و لقومك من بعدك (رواه الطبرانی)

حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جمعہ کو سفید آئینہ کی طرح ایک پلّے میں لاکر پیش کیا اس کے درمیان ایک سیاہ نقطہ تھا نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ جبرائیل یہ کیا ہے؟ تو حضرت جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ یہ وہ جمعہ ہے جس کو آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کے سامنے پیش کرتا ہے تا کہ آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کی امت کے واسطے یہ عید ہو کر رہے۔

جمعہ اجتماعیت کی نشانی

معزز سامعین! جمعہ مبارک کو ہر لحاظ سے فضیلت دی گئی، روایات میں آتا ہے کہ جتنے بڑے بڑے اموراس دنیا میں ظاہر ہوئے وہ جمعۃ المبارک کے دن ہی رونما ہوئے، حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جب اکھٹی کی گئی تو اسی جمعہ کے دن، جب جنت میں داخل کئے گئے تو جمعہ کے دن، اسی طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات یہ زمین وآسمان پیدا فرمائے تو تکمیل جمعہ کے دن ہی ہوئی۔ اسی وجہ سے فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک وقت ایسا ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے، علماء فرماتے ہیں کہ یہ وہ وقت ہے جس میں حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا گیا، اور پھر کائنات کا سب سے بڑا واقعہ اوراس دنیا کا آخری دن بھی جمعہ ہوگا، یعنی قیامت بھی جمعہ کو برپا ہوگی گویا انسان کی پیدائش بھی جمعہ کے دن اور اختتام بھی جمعہ کے دن ہوا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے اس جمعہ میں جامعیت رکھی ہوئی ہے جس طرح اسلام کے تمام عبادات جامعیت، اتفاق واتحاد کا مظہر ہوتی ہیں اسی طرح نماز جمعہ بھی اس اجتماعیت میں بڑا اہمیت کی حامل ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ جمعہ کے دن نماز کے لئے ہر مسجد میں جگہ کم پڑ جاتی ہے ہمارے دارالعلوم حقانیہ میں تو لوگ سڑک پر بھی صفیں بنا دیتے ہیں۔

سال بھر عبادت کا ثواب

اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ ادا کرنے والوں کے لئے بڑی خوشخبری دی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: من غسل یوم الجمعة وبکر وابتکر ومشی ولم یرکب ودنا من الامام واستمع ولم یلغ کان له بکل خطوة عمل اجرسنة اجر صیامها وقیامها (ترمذی،ابوداؤد)

”جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح نہا کر وقت پر پیدل چلے اور اول وقت میں ہی مسجد پہنچ جائے اور امام کے ساتھ بیٹھ کر خطبہ کو توجہ اور کان لگا کر سنے اور کوئی لغو اور بیکار حرکت نہ کرے تو اس کو ہر ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں اور سال بھر کے تمام راتوں کی عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے“

اسی طرح ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے گیٹ پر رجسٹر لیکر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر آنے والے کا وقت نوٹ کرتے ہیں چنانچہ سب سے پہلے آنے والوں کو پہلے نمبر پر اور اس کے بعد کے آنے والے کو دوسرے نمبر پر لکھتے ہیں، سب سے پہلے آنے والے کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، دوسرے نمبر پر آنے والے کو گائے، تیسرے نمبر پر آنے والے کو بکری، اسی طرح بعد میں آنے والوں کو بتدریج کم دیا جاتا ہے حتیٰ کہ مرغی اور اس کے انڈے کو صدقہ کرنے تک، مگر جب امام خطبہ شروع کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو پھر فرشتے بھی رجسٹر بند کر کے خطبہ سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن جلد ہی مسجد میں حاضر ہونا بڑے اجر و ثواب کا حامل ہے۔ مگر بڑی افسوس کی بات ہے کہ ہم اس اجر وثواب سے محروم رہتے ہیں کیونکہ ہم بھی اس وقت تشریف لاتے ہیں، جب فرشتے تمام رجسٹر بند کر کے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اول فرصت میں ہی مسجد تشریف لائیں تا کہ اس ثواب سے محروم نہ ہوں۔

ہفتے کے گناہ معاف

محترم سامعین! اللہ تعالیٰ مؤمن کو کسی بہانے گناہوں سے پاک کرنا چاہتا ہے اور مختلف بہانوں کے ذریعے اس کو پاک ہونے کی ترغیب دیتا ہے، یہ نماز جمعہ بھی گناہوں کے کفاہ کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

من اغتسل یوم الجمعة ولبس من احسن ثیابه ومس من طیب ان کان عنده ثم اتی الجمعة فلم یتخط اعناق الناس ثم صلّی ما کتب الله له ثم انصت اذا خرج

امامه حتى يفرغ من صلاته كانت كفارة لمابينها وبين الجمعة التى قبلها (ابوداؤد)

’’جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھے کپڑے پہنے اور اگر خوشبو میسر ہو تو خوشبو لگا کر جمعہ کی نماز کے لئے آئے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھاندے، پھر جس قدر سنتوں کی خدا توفیق دے پڑھے اور امام کے آنے سے نماز کے ختم ہونے تک خاموش رہے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔‘‘

جمعہ چھوڑنے کی سزا

بہر حال یہ بات یاد رکھیں کہ ان گناہوں سے گناہ صغیرہ مراد ہیں، گناہ کبیرہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ان فضیلتوں کے مقابلے میں دوسری طرف جو شخص نماز جمعہ کا اہتمام نہیں کرتا اس کے بارے میں بھی سخت وعیدات احادیث میں ذکر ہوئی ہیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

سمعنا رسول الله ﷺ يقول علىٰ اعواد منبره لينتهيّن اقوام عن ودعهم الجمعات او ليختمنّ علىٰ قلوبهم ثم ليكونن من الغافلين۔ (مسلم)

’’ہم نے رسول اللہ ﷺ کو منبر کی لکڑی (سیڑھیوں) پر فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز رہیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دینگے اور ان کا شمار غافلین میں ہونے لگے گا۔‘‘

دل پر مہر لگنے کے اثرات

محترم سامعین! اس حدیث مبارکہ پر اگر غور کریں تو ایک بڑی خطرناک وعید کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس دل پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے تو پھر اس پر کوئی بات اثر انداز نہیں ہوسکتی اور وہ ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے اور پھر وہ قرآن مجید کے احکام، حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال اسلام کے بہترین تعلیمات اسی طرح جہنم کے خوفناک واقعات و حالات سنتا ہے مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا نہ عذاب سے ڈرتا ہے اور نہ ہی جنت کے حسین مناظر اور خوشخبریوں سے دل میں شوقِ عبادت پیدا ہوتا ہے دین کی کوئی بات اس پر اثر نہیں کرتی اور یہ سب سے بڑی بدبختی کی علامت ہے کیونکہ ہدایت سے محروم ہونا اور دل پر مہر لگ جانا دنیا میں بربادی اور آخرت میں بڑے عذاب کا سبب ہے اور جس شخص کا دل ہدایت قبول کرنے والا ہوگا تو وہ ایک نیک بخت اور خوش قسمت انسان ہوگا۔ یہ دل کی خاصیات میں سے ہے جب یہ سالم اور ہدایت یافتہ ہو تو انسان کو بھی بہترین بنا دیتا ہے۔

غفلت بدبختی کی علامت

دوسری وعید یہ ذکر کی کہ اس کا شمار غافلین میں ہوگا ،تو یاد رکھیں غافل سے مراد یہ نہیں کہ دنیا کے کاموں میں غفلت رہے گا ،تجارت ، دکانداری اور زمینداری میں غفلت کرے گا ، کیونکہ ہمارا ذہن جلد دنیا اور مال ودولت کی طرف منتقل ہوجاتا ہے ۔ جہاں مال ودولت وتجارت سے نقصان کا مسئلہ ہوتو اس کا خاص خیال ہوتا ہے اس ضمن میں حضرت شاہ تھانویؒ کا واقعہ یاد آگیا ،فرماتے ہیں کہ ایک ہندو بنیا مرگیا تو فرشتوں نے ان سے پوچھا کہ کہاں جانا چاہتے ہو جنت میں یا جہنم میں؟ تو ہندو نے کہا جہاں دو پیسے کا فائدہ ہو ادھر ہی لے جاو ، بہرحال تو میں یہ بات کررہا تھا کہ غفلت سے مراد دنیاوی غفلت نہیں بلکہ وہ غفلت مراد ہے کہ اللہ کی یاد بھول جائے اور اللہ کی یاد سے غافل ہونا بڑی بدبختی کی علامت ہے جب اللہ کے ذکر سے محروم ہوجائے تو پھر اس دل کا نہ ہونا بہتر ہے اس دل میں پراگندہ دنیا کے خیالات ،لالچ مال ،حرص دنیا ،شہوات نفسانی تو موجود ہوں مگر اللہ کی یاد نہ ہو تو پھر اس سے موت ہی بہتر ہے ، حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بڑے بزرگ گزرے ہیں وہ کہیں جارہے تھے کہ راستے میں ایک لڑکے پر نظر پڑی جو چہرے سے بڑا سنجیدہ اور ذہین نظر آرہا تھا ،آپ نے ان سے پوچھا کہ بیٹا کچھ پڑھا بھی ہے یا یوں ہی اپنی عمر اور جوانی ضائع کررہے ہو تو اس جوان نے جواب دیا کہ کچھ زیادہ تو نہیں پڑھا صرف چار چیزوں کا علم ہے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا کہ سر کا علم ،کانوں کا علم ،زبان کا علم اور دل کا علم حاصل ہے ،یعنی سر کا علم یہ ہے کہ سر صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکانے کیلئے ہے ،کان صرف اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کے لئے ہے ،زبان صرف اللہ کا ذکر کرنے کیلئے ہے اور دل صرف اسکی یاد بسانے کیلئے ہے ۔

ترک جمعہ پر وعید

محترم حضرات! نماز جمعہ کی اہمیت اور نہ کرنے پر وعیدات آپ نے سنی کہ جو شخص مسلسل نماز جمعہ ترک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر لگادیتا ہے اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے

ان النبی ﷺ قال لقوم یتخلفون عن الجمعة لقد هممت ان امر رجلا یصلی بالناس ثم احرق علیٰ رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتهم۔ (صحیح مسلم)

نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے بارے میں جو نماز جمعہ میں پیچھے رہ جاتے ہیں (نماز جمعہ نہیں پڑھتے) فرمایا کہ میں سوچتا ہوں کہ میں کسی شخص کو کہوں کہ وہ نماز پڑھائے اور پھر میں جاکر ان لوگوں کی گھروں کو جلادوں جو جمعہ کی نماز سے غافل رہتے ہیں ۔

جمعہ چھوڑنے والا منافق

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس رحمۃ للعالمین ہے لیکن اس کے باوجود جب ترک جمعہ کی بات آئی تو اتنی سختی سے فرمایا کہ ایسے بدبختوں کے گھروں کو جلادوں، جو ہفتے میں ایک دن بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اللہ کے گھر نہیں آسکتے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں تو پھر بڑی تنبیہ ہے، فرماتے ہیں کہ:

ان النبی ﷺ قال :من ترك الجمعة من غير ضرورة كتب منافقا فی كتاب لایمحیٰ ولا یبدل (وفی بعض الروایات ثلاثاً)	(مشکوۃ المصابیح)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بلا عذر نماز جمعہ چھوڑ دیتا ہے وہ ایسی کتاب میں منافق لکھا جاتا ہے جو نہ کبھی مٹائی جاتی ہے اور نہ کبھی تبدیل کی جاتی ہے اور بعض روایات میں ہے کہ جو شخص تین جمعے چھوڑ دے

دعوت فکر

بہر حال ترک جمعہ پر رسول اللہ ﷺ کی وعیدیں سن لیں، اب اپنے آپ کا جائزہ لیں اپنی طرز زندگی کو دیکھیں کہ ہمارے ذہنوں میں جمعہ کی وہ عظمت موجود ہے جو احادیث میں ذکر ہے کیا ہم جمعہ کا اہتمام اس طریقے سے کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا گیا تو جواب یقیناً نہیں میں ہوگا ہمارے سب پروگرام و تقاریب کا انعقاد جمعے کے دن ہوتا ہے جسکی وجہ سے نماز جمعہ فوت ہوجاتی ہے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے ہفتہ کا دن عبادت کیلئے مخصوص کیا اور عبادت کے علاوہ کاموں پر پابندی لگائی لیکن جب انہوں نے حکم نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے انکی شکلیں مسخ کردیں ذرا اس بات پر سوچیں کہیں ہم بھی اس مبارک دن کی بے حرمتی کرکے اس عذاب کے مستحق نہ ٹھہر جائیں، اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر بڑا فضل کیا کہ صرف دن کا مختصر سا حصہ عبادت کیلئے لازم فرمایا کہ صرف آذان ہوتے سے لیکر نماز جمعہ ادا ہونے تک عبادت کا ہے، اور جب نماز جمعہ ادا کرچکو تو پھر اپنے کام کاج میں لگ جاؤ، لیکن اس کے باوجود ہمارا حال یہ ہے کہ اول تو ہمیں احساس نہیں ہوتا کہ آج جمعہ ہے اور جو حضرات تشریف لاتے ہیں ان کی بھی کوشش ہوتی ہے کہ عینِ خطبہ کے وقت مسجد میں پہنچیں یا صرف نماز میں شامل ہوجائیں کہ کہیں ٹائم ضائع نہ ہوجائے مسجد میں حالانکہ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ علماء کرام نے صراحت کیساتھ یہ مسئلہ ذکر کیا ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد دنیا کا کام کرنا، تجارت اور دکانداری و زمینداری کے تمام کام حرام ہیں اور اذان ہونے ہی مسجد کی طرف چل دینا چاہیئے تاکہ جمعہ کے دن کے جو فضائل ذکر ہوئے ان کے حقدار بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نیک کام میں سبقت اور یوم جمعہ کی تمام فضیلتوں کو حاصل کرنے کیساتھ ساتھ بروقت اپنے دربار اقدس میں حاضر ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

مولانا حافظ ابوالمعزؒ اظہار حقانی*

درود شریف دنیا و آخرت کی کامیابیوں کا زینہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

" یا اللہ حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما اور قیامت کے دن انکو اپنے ہاں مقرب مقام عطا فرما"

درود مذکورۃ الصدر کے بارے میں مسند احمد میں روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کی جو یہ درود پڑھ لے تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے

حضور خاتم النبین محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا افضل ترین عبادات میں سے ہیں، درود شریف کو عربی میں صلوٰۃ کہا جاتا ہے جس کے متعدد معانی ہیں جیسے رحمت، دعا، تعظیم وثناء۔ایک وقت میں کسی لفظ سے متعدد معانی لینا اصول فقہ کی اصطلاح میں عموم مشترک کہلاتا ہے جو ہمارے نزدیک صحیح نہیں احناف کے نزدیک عموم مجاز جائز ہے یعنی ایسا جامع معنیٰ لینا جس سے حقیقی اور مجازی دونوں معنوں کا احاطہ (ایک ساتھ)ہو جائے اسلئے آیت درود میں اس کا معنیٰ تعظیم رحمت وعطوفت اور مدح وثناء کیا جاتا ہے پھر جب یہ لفظ اللہ کی طرف منسوب ہو تو رحمت و شفقت کے ساتھ آپ ﷺ کا ثنا و اعزار و اکرام مراد ہوتا ہے علامہ آلوسیؒ صاحب روح المعانی نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے صلوٰہ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ھی منہ عز وجل ثناء ہ علیہ عند ملائکتہ وتعظیمہ رواہ البخاری عن ابی العالیہ ۔اللہ کے صلوٰۃ کے معنی یہ ہے کہ فرشتوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کی تعریف اور عظمت بیان کرتا ہے اس معنی کو امام بخاریؒ نے ابو العالیہؒ سے نقل کیا ہے۔

اور جب صلوٰۃ کی اسناد فرشتوں کی طرف ہو تو دعا و استغفار کا معنی لیا جاتا ہے اس کے بارے میں بھی علامہ آلوسیؒ کہتے ہیں ھی من الملائکۃ الدعاء لہ علیہ الصلوٰۃ والسلا م یعنی ملائکہ کے صلوٰہ کا معنیٰ دعا ہے اور عام مؤمنین کی طرف منسوب ہو تو دعا و مدح و تعظیم کا مجموعہ مراد ہوگا۔

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ

حضور ﷺ پر درود بھیجنا اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کیساتھ موافقت

حضور ﷺ پر درود بھیجنے کا فرمان خود رب ذوالجلال نے انّ اللہ و ملائکته یصلّون علی النّبی یآ ایھا الّذین آمنوا صلّوا علیه وسلّموا تسلیماً کہہ کر دیا ہے،اس آیت میں نبی کریم ﷺ کے اس مرتبہ اور منزلت کا بیان ہے جو ملاء اعلیٰ (آسمانوں) میں آپ ﷺ کو حاصل ہے عربی گرامر سے واقف افراد جانتے ہیں کہ کلام کا انّ سے شروع فرمانا نہایت تاکید پر دلالت کرتا ہے اور صیغہ مضارع کے ساتھ فرمانا استمرار اور دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی یہ قطعی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں، یہ وہ امر (حضور ﷺ کی ثناء وتعریف) ہے، جس کو رب ذوالجلال بھی تفضّلاً انجام دے رہے ہیں اور فرشتوں کو بھی یہ کام سونپ دیا گیا پھر اس عظیم کام کے کرنے کی طرف اہل ایمان کو بھی متوجہ کیا گیا تاکہ آپ ﷺ کی تعریف میں علوی اور سفلی دونوں عالم متحد ہو جائیں، حکم اور خطاب کا یہ انداز قرآن پاک میں صرف صلوٰۃ وسلام کے اسی کام ہی کیلئے اختیار کیا گیا ہے دوسرے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ عمل کیلئے نہیں کیا گیا کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے فرشتے یہ کام کرتے ہیں تم بھی کرو۔

نبی ﷺ کا امتیاز اور محبوبیت کا خاصہ

بلاشبہ درود وسلام کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے اور یہ رسول ﷺ کے مقام محبوبیت کے خصائص میں سے ہے کہ حضور ﷺ کے اس اعزاز واکرام میں اللہ جل شانہ خود بھی شریک ہیں۔

ع عقل دور اندیش میداند کہ تشریف چنیں ہیچ دیں پرور ندید و ہیچ پیغمبر نیافت

یُصَلّیٰ عَلَیْهِ اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ بِھٰذَا اَبَدًا للعالمینَ کماله

حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تمام انبیاء علیھم السلام سے بڑھ کر اپنی امت کے لئے تکلیفیں اور صعوبتیں برداشت کیں ہیں پس امت کا فریضہ بھی یہی ہے کہ ساری امتوں سے بڑھ چڑھ کر محبت نبوی ﷺ سے سرشار ہو کر آپ کی قدر ومنزلت پہچانیں اور درود کی شکل میں آپ ﷺ کی مدح وثناء میں رطب اللسان رہے تاہم یہ یاد رہے کہ درود حضور ﷺ کے احسانات کی مکافات نہیں بلکہ ایک فقیرانہ ہدیہ ہے جو شاہ رسالت ﷺ کے دربار میں پیش کیا جاتا ہے

افضل و اکمل درود شریف

صحیح بخاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نقل کرتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہؓ ملے انہوں نے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک ہدیہ نہ دوں جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے میں نے کہا ضرور دیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجیں سلام کا طریقہ تو ہم آپ سے معلوم کر چکے ہیں (یعنی السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو اللھم صل علی محمد وعلی 'ال محمد کما صلیت علی 'ابراھیم وعلیٰ ال ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علیٰ محمد و علی ' آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انك حمید مجید۔ محدثین اور مفسرین نے اس درود کو سب سے افضل و اکمل قرار دیا ہے۔ نماز میں بھی تشہد کے بعد یہی درود شریف پڑھنا مستحب ہے

درود شریف اظہارِ عظمت رسول ﷺ

امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں آیۃ درود کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اسکے ملائکہ حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو پھر ہمارے درود کی کیا ضرورت رہی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارا درود آپ ﷺ کی احتیاج کی وجہ سے نہیں اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالی کے درود کے بعد فرشتوں کے درود کی بھی ضرورت نہ رہتی بلکہ ہمارا درود حضور ﷺ کی اظہار عظمت کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کا حکم بندوں کو دیا ہے، حالانکہ اللہ جل شانہ کو اسکی کوئی ضرورت نہیں

خدا در انتظارِ حمد مانیست	محمد چشم براہ ثناء نیست
محمد حامدِ حمد خدا بس	خدا مدح آفریں مصطفیٰ بس

اللّٰھُمَّ صَلِّ کہنے کی حکمت

یہی وجہ ہے کہ احادیث میں درود پڑھنے کے جو طرق سکھلائے گئے ہیں اس میں اللھم صل کے الفاظ ہیں جس میں حکمت علماء نے یہی بیان کی ہے کہ ہماری درود حضور ﷺ کی شایان شان نہیں اس لئے کہ حضور ﷺ کی پاک ذات میں کوئی عیب نہیں اور ہم سراپا عیوب و نقائص ہیں پس جس شخص میں بہت عیب ہوں وہ ایسے شخص کی کیا ثناء کرے جو پاک ہے۔ اس لئے ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر

رب ذوالجلال کی طرف سے صلاۃ ہو، بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ مانگنے سے پہلے درود پڑھے پھر دعا مانگ کر آخر میں پھر درود شریف پڑھے اس طرح سے اول و آخر دونوں طرف سے درود شریف قبولیتِ دعا کیلئے زور لگائے گی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں درود شریف لازمی قبول ہوتا ہے اب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ بعید ہے کہ صرف درود قبول کر لے اور دعا رد کر دے۔

درود شریف بہر حال قبول

علمائے کرام کہتے ہیں کہ درود شریف ہر مسلمان کا دائما قبول ہوتا ہے خواہ وہ حاضر القلب ہو یا غافل ہو اور اس کی دلیل یہ دو حدیثیں ہیں:

(۱) نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر امت کے نیک اعمال پیش کئے گئے ان میں کچھ اعمال مقبول تھے اور کچھ مردود، سوائے درود کہ وہ مقبول ہی ہوتا ہے (۲) نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ سب طاعات میں بعض مقبول ہوتی ہے اور بعض مردود سوائے درود شریف کے کہ وہ مقبول ہی ہوتا ہے۔

حضرت سعید ابن المسیبؒ نے حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان روک دی جاتی ہے یہاں تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھو اس وقت تک کوئی حصہ اوپر نہیں چڑھنے پاتا ہے۔

درود کتاب میں لکھنے کی فضیلت اور نفاق و جہنم سے برأت

درود کی برکت سے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ٹھہرتا ہے ایک فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جس نے مجھ پر کسی کتاب میں درود شریف لکھ کر بھیجا تو فرشتے اس شخص پر اس وقت تک رحمت بھیجتے ہیں جب تک کہ اس کتاب میں درود مرقوم رہتی ہے۔ طبرانی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان نفاق اور دوزخ سے برأت لکھ دیتے ہیں اور قیامت کے دن اسے شہداء کے ساتھ ٹھہرائینگے۔

منعم حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن تمام انعامات و احسانات کا واسطہ خواہ تشریعی ہوں یا تکوینی چونکہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس ہے اور واسطہ احسان بھی محسن شمار ہوتا ہے اس لئے ہر امتی پر یہ احسان شناسی لازم اور ضروری ہے پس اس کے اعتراف کی یہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کیساتھ آپ ﷺ کو بھی صلوۃ وسلام میں یاد رکھا جائے جسے یاد رکھنے والے کا خود اپنا فائدہ بھی ہے۔

درود شریف پر رحمتوں کا استحقاق خطاؤں کا سقوط اور درجات کی بلندی

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجنے سے درود پیش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی دس گونہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہی روایت ترغیب کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عمر سے نقل کی گئی جس میں اللہ کی طرف سے ایک درود کے بدلہ میں فرشتوں کا اس پر ۷۰ دفعہ رحمت بھیجنے کا ذکر ہے۔ امام نسائی نے ایک دوسری روایت میں حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر ایک درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور دس خطائیں ساقط کریگا اور دس درجے بلند کریگا۔

درود پڑھنے کا حکم شرعی

درود بھیجنے کا حکم قرآن میں امر کے صیغہ کیساتھ دیا گیا ہے اور محققین کے نزدیک یہ فرضیت کیلئے ہوتا ہے لہٰذا عمر بھر میں کم از کم ایک دفعہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنا فرض ہے۔ اسی طرح جب کسی مجلس میں آپ ﷺ کا ذکر خیر ہو تو اس مجلس میں کم از کم ایک بار درود بھیجنا واجب ہے جس کی دلیل وہ وعید پر مشتمل حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھی ہو۔ اور شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ اس پر رمضان آکر گزر جائے اور اسکی مغفرت نہ ہو اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ جس شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک اسکی زندگی میں بوڑھے ہو جائیں اور اس شخص کے جنت میں داخلہ کا ذریعہ نہ بنیں۔

فضائل درود پر نظر کی جائے تو کثرت سے درود پڑھنا مستحب ہے علماء نے کثرت کی کم از کم مقدار تین سو مرتبہ لکھی ہے خطبہ جمعہ میں حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک آئے تو اپنے دل میں بلا جنبش (حرکت) زبان کے ﷺ کہہ دینا چاہیے۔ اگر قرآن شریف پڑھتے وقت حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک قرآن مجید میں آیا یا دوران تلاوت کسی اور کے زبان سے سنا تو درود پڑھنا واجب نہیں ہے ہاں فراغت تلاوت کے بعد پڑھ لے تو افضل و بہتر ہے۔ نماز کے قعدہ اخیر میں تشہد کے بعد صلوۃ جمہور کے نزدیک سنت موکدہ ہے جبکہ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس کو واجب قرار دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ کسی کتاب یا مضمون میں درود شریف کی صرف علامت پر اکتفاء کرنا علماء کے نزدیک سخت ناپسندیدہ امر ہے۔ مولانا مفتی یوسف بنوریؒ کے حوالے سے نقل ہے کہ جس شخص نے پہلی دفعہ نام مبارک کے ساتھ صلعم لکھا تھا اسکا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضور ﷺ کے

نام نامی کے ساتھ سیدنا کا لفظ بڑھانا علماء کرام نے مستحسن قرار دیا ہے صاحبِ درمختار لکھتے ہیں کہ سیدنا کا لفظ بڑھانا مستحب ہے۔

جبل اُحد جتنا ثواب

مصنف عبدالرازاق میں نقل کیا گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجے اللہ تعالیٰ اسکے لیے ایک قیراط ثواب لکھ دیتے ہیں وہ قیراط وزن میں احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔

ایک صحابی کا جمیع اوقات ذکر ودعا درود شریف کیلئے وقف کرنا

ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعب کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ پر درود بہت پڑھتا ہوں کتنی بار پڑھا کروں فرمایا جتنی (بھی) چاہو میں نے عرض کیا (ذکر کا) ایک چوتھائی (درود کیلئے مقرر کرلوں) فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا (کل ذکر کا) آدھا حصہ (درود کو بنالوں) فرمایا تم جتنا چاہو (کرلو لیکن) اگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا میں عرض کیا دو تہائی فرمایا جتنا چاہو مگر زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا میں اپنی ساری دعا (وذکر) آپ کے لئے کردوں فرمایا ایسی حالت تمہارے سارے فکر دور ہوجائیں گے کام پورے کردیے جائیں گے اور تمہارے گناہ ساقط کردیے جائیں گے۔

شفاعت اور طہارت ونمو کا سبب

درود شفاعت نبوی ﷺ کا ذریعہ ہے، حضرت ابو درداءؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح وشام دس دس مرتبہ درود پڑھے گا قیامت کے روز اس کے لیے میری شفاعت ہوگی۔

ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ درود شریف تمہارے لیے ہر شے میں برکت وطہارت ونمو کا سبب ہے۔

نسیان کا علاج اور قوت حافظہ کا نسخہ

قول البدیع میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر درود شریف بھیجو درود شریف پڑھنے سے وہ چیز یاد آجائے گی، علماء وطلبہ جو ہر وقت علوم دینیہ میں مشغول ہوتے ہیں انکے قوت حافظہ کیلئے یہ نسخہ اکسیر ہے۔

غلاموں کو آزاد کرنے اور اللہ کی راہ میں شمشیر زنی جتنا ثواب

حضرت ابو بکر صدیقؓ راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ درود پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دیتا ہے جتنا پانی آگ (بجھاتا ہے) اور رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھنا گردنیں (غلام) آزاد کرنے سے بھی افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت (راہ خدا میں اپنا) خون دل دینے سے بھی افضل ہے یا فرمایا راہ خدا میں شمشیر زنی سے بھی افضل ہے۔

ایک صحابی کا خاص درود پڑھنے پر روئے زمین کے انسانوں جتنا نیک عمل

ایک دوسری روایت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا ایک آدمی نے آکر سلام کیا، حضور ﷺ نے اسکو سلام کا جواب دیا اور کشادہ روئی کے ساتھ اسکو اپنے پہلو میں بٹھا دیا جب وہ شخص اپنا کام پورا کر کے اُٹھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر روزانہ اس شخص کا عمل باشندگان زمین کے سارے اعمال کے برابر اُٹھایا جاتا ہے میں نے عرض کیا ایسا کیوں ہے؟ فرمایا جب صبح ہوتی ہے تو یہ شخص دس بار مجھ پر درود پڑھتا ہے اور اسکا یہ درود ایسا ہوتا ہے جیسے ساری مخلوق کا درود، میں نے عرض کیا وہ کیا درود ہے تو فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدِ النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی مِنْ خَلْقِكَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ کَمَا یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْهِ

قیامت کے روز پیاس سے نجات: اصبہانی نے حضرت کعب احبارؓ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ تم چاہتے ہو قیامت کے روز تم کو پیاس نہ لگے؟ جس پر انہوں نے عرض کیا ہاں تو ارشاد ہوا کہ (حضرت) محمد ﷺ درود شریف کی کثرت کیا کرو۔

پل صراط عبور کروانے کا ذریعہ

طبرانی میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے پھر فرمایا کہ میں نے عجیب خواب دیکھا میری امت کا ایک شخص پل صراط پر چلتے ہوئے ڈگمگا رہا تھا کبھی پھسلنے لگ جاتا کبھی چمٹ جاتا پھر اس کا درود آگیا جو اس نے مجھ پر بھیجا تھا اس نے اسے پکڑ کر قدم جما دیا یہاں تک کہ اس پل صراط کو پار کر دیا۔

قیامت کے دن قربت نبوی ﷺ کا باعث

درود حضور ﷺ کے قرب کا ذریعہ ہے، ترمذی میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے قریب سب سے زیادہ وہی بندہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھتا ہوگا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ سے نقل ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ نے تسبیح وتحمید اور تکبیر کے بیان نہ فرمائے ہوتے تو میں اپنی زندگی کے ہر سانس کو درود شریف پڑھنے میں ہی خرچ کر دیتا۔

میزان کے پلڑے کو بھاری کرنے والا

درود شریف کا پڑھنا قیامت کے دن میزان میں نیکیوں کے پلڑے کو بھاری کرنے کا سبب ہے، حضرت عبداللہؓ کے واسطے سے جلال الدین سیوطیؒ نے التذکرہ میں نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ عرش کے سامنے ایک جگہ عطا فرمائینگے ان پر دو سبز کپڑے ہونگے کھجور کی کٹی ہوئی شاخ جس طرح سیدھی ہوتی ہے اس طرح آدمؑ کا قد اونچا اور لمبا ہوگا وہ سب کو دیکھ رہے ہونگے کہ انکی اولاد میں کس کو جنت لے جایا جا رہا ہے اور کس کو جہنم میں لے جایا جا رہا ہے۔ حضرت آدمؑ اس حال میں ہونگے کہ وہ نبی ﷺ کے امت میں سے ایک شخص کو دیکھیں گے کہ اس کو فرشتے گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں تو حضرت آدمؑ پکارینگے اے احمد، اے احمد اسے سن کر نبی کریم ﷺ جواب میں کہیں گے اے ابوالبشر میں حاضر ہوں وہ فرمائیں گے یہ آپ کی امت کا ایک بندہ ہے جسے جہنم کی طرف لیجایا جا رہا ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی چادر کس کر باندھ لوں گا اور میں ان فرشتوں کے پیچھے تیزی سے چلوں گا اور میں کہوں گا اے میرے رب کے نمائندوں رک جاؤ، وہ جواب دیں گے ہم بڑے قوی اور سخت گیر ہیں جو اللہ حکم دیتے ہیں ہم اسکی نافرمانی نہیں کرتے اور ہم وہ کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم ملتا ہے۔ جب اللہ کے نبی ﷺ ان سے مایوس ہو جائیں گے کہ میرے کہنے کے باوجود اس بندے کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں تو نبی ﷺ اپنے بائیں ہاتھ سے اپنی داڑھی مبارک پکڑ لیں گے اور چہرہ انور آسمان کی طرف کر کے دیکھیں گے اور فرمائیں گے اے اللہ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میری امت کے معاملہ میں آپ مجھے رسوا نہیں فرمائیں گے۔ اس پر عرش کے اوپر سے آواز آئے گی او میرے فرشتوں محمد کی اطاعت کرو اور اس بندے کو واپس اپنے مقام (میزان کے قریب) لیجاؤ، چنانچہ وہ فرشتے اس بندے کو وہاں جا کر چھوڑ دیں گے اب دوبارہ وزن شروع ہوگا۔ نبی ﷺ کاغذ کا ایک چھوٹا سا سفید پرزہ نکالیں گے جو انگلی کے پور جتنا ہوگا اور اسے

نیکیوں کے پلڑے میں ڈال دینگے اور ڈالتے وقت بسم اللہ فرمائیں گے جس سے نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہوجائیگا اور گناہوں کا پلڑہ ہلکا ہوجائیگا، جس پر منادی اعلان کردے گا سعادت مند ہوا اور اسکے اجداد بھی سعادت مند ہونگے۔ اسکی نیکیاں زیادہ ہوگئیں اب اسکو جنت لیجاؤ، جب فرشتے اسے جنت لیکر روانہ ہونگے تب وہ بندہ کہے گا رک جاؤ تاکہ میں اس کریم بندے سے ذرا معلوم کرلوں، پھر وہ گویا ہوگا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے، آپکی شخصیت کتنی پیاری ہے آپ کون ہیں آپ نے میری گناہوں کو مٹا کر رکھ دیا، نبی ﷺ جواب میں فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ وہ درود شریف ہے جو تو مجھ پر پڑھا کرتے تھا، میں نے تمہیں ان کا بدلہ دیا جب تجھے اسکی ضرورت تھی۔

خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کا وظیفہ

ہر امتی کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت (خواب میں) کے عظیم شرف سے مالا مال ہو جس کے لیے بزرگان دین نے بعض درودوں کو آزمایا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ گیارہ دفعہ آیت الکرسی اور گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھے اور بعد سلام کے سو بار یہ درود شریف پڑھے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی (سَیِّدِنَا) مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔ انشاء اللہ تین جمعے نہ گزرنے پاوینگے کہ زیارت نصیب ہوگی۔

درود شریف پڑھنا مالداری کا سبب بنا

حضرت ابوحفص عمر بن حسین السمر قندیؒ نے رونق المجالس میں حکایت بیان کی ہے کہ بلخ کے شہر میں ایک کثیر المال تاجر تھا اور اس کے دو بیٹے تھے اس آدمی کا انتقال ہوگیا، اسکا مال میراث میں بیٹوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگیا۔ میراث میں حضور ﷺ کے تین بال (مبارک) بھی بالوں میں سے تھے، ایک ایک بال دونوں بھائیوں نے نے لے لیا جبکہ ایک بال باقی بچ گیا، بڑے نے کہا اسے آدھا آدھا تقسیم کردیا جائے، چھوٹے نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم نبی اکرم ﷺ کا بال مبارک نہیں توڑا جائے گا، بڑے نے چھوٹے سے کہا تینوں بال تم لے لو اور اپنا سارا مال مجھے دے دو۔ کہا بہت اچھا۔ چنانچہ بڑے نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے نے تینوں بال مبارک لے لئے چھوٹا بھائی آپ ﷺ کے بال مبارک کو اپنی جیب میں رکھتا بار بار نکالتا زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ بڑے بھائی کا مال ختم ہوگیا اور چھوٹے بھائی کے پاس بہت سارا مال آگیا۔

فرشتوں کے ساتھ آسمان میں نماز پڑھنے کی سعادت

حضرت جعفر بن عبداللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان میں ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا کہ میں نے اس ہاتھ سے دس لاکھ احادیث لکھیں ہیں یعنی جب نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی مبارک آتا تو صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لکھتا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائیں گے۔

جائے انتقال سے مہینہ بھر تک خوشبو آنا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں: مولانا فیض الحسن صاحب سہارنپوری مرحوم کے داماد نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مکان میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا وہاں ایک مہینے تک عطر کی خوشبو آتی رہی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو بیان کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ یہ برکت درود شریف کی ہے۔ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر شب جمعہ کو بیدار رہ کر درود شریف کا شغل فرماتے۔ (ایک لمحہ کو نہ سوتے تھے اور اخیر عمر تک اس معمول کو نبھایا)

تورات میں نام مبارک دیکھنے پر درود پڑھنے سے مغفرت

علامہ سخاویؒ نے بعض تواریخ سے نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گناہگار تھا جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اس کو ویسے ہی زمین پر پھینک دیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اسکو غسل دیکر اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں میں نے اس شخص کی مغفرت کردی۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ کیسے ہوگیا اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ اس نے ایک دفعہ تورات کو کھولا تھا اس میں محمد ﷺ کا نام لکھا تو اس نے ان پر درود بھیجا تو میں نے اس وجہ سے اسکی مغفرت کردی بس یہ اللہ کا کام و قبولیت ہے کہ کس کی کونسی ادا پسند کرتا ہے۔

ایک درود کی برکت سے بہشت جانا

روضۃ الاحباب میں امام شافعیؒ کے شاگرد امام اسمعیل بن ابراہیم مزنیؒ سے نقل ہے کہ میں نے امام شافعیؒ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا تو انہوں نے

کہا کہ اللہ نے مجھے ایک درود کی برکت سے بخش کر نہایت تعظیم واحترام کیساتھ بہشت لیجانے کا حکم فرشتوں کو دیا میں نے اس درود کا پوچھا کہ کونسا ہے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

درود تنجینا کی برکت سے جہاز کا غرقابی سے بچ جانا

مناہج الحسنات میں ایک بزرگ صالح موسی زریرؒ کا واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک جہاز میں سفر کر رہا تھا کہ وہ اچانک ڈوبنے لگا اس وقت مجھ پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی اس حالت میں مجھے رسول کریم ﷺ نے درود تنجینا تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے والے اسکو ہزار بار پڑھیں حسب ارشادِ نبوی ﷺ پڑھنا شروع کیا تو ہنوز تین سو بار پر نوبت پہنچی تھی کہ جہاز غرقابی سے بچ گیا وہ درود یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُوْلَانَامُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَابِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَابِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

جد مکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے استاد شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی آفات سے حفاظت کیلئے یہ درود شریف بطور وظیفہ روزانہ بعد عشاء ۷۰ بار پڑھنے کو فرمایا کرتے تھے۔

کنویں کا پانی خود بخود کنارے تک اوپر ابل آنا

دلائل الخیرات کی وجہ تالیف کے بارے میں مشہور ہے کہ اسکے مولف کو سفر میں وضو کیلئے پانی کی ضرورت پڑی ایک کنویں پر ڈول، رسی نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوئے اس موقع پر ایک لڑکی نے حال دیکھ کر کنویں کے اندر تھوک دیا جس سے پانی کنارے تک ابل آیا مولف نے وجہ حیرانگی میں پوچھی تو اس لڑکی نے کہا کہ یہ درود شریف کی برکت سے ہوا اس کے بعد انہوں نے دلائل الخیرات تالیف فرمائی۔

درود شریف کے خصوصی فضائل اور دینی دنیاوی برکات وثمرات کا اجمالی خاکہ

علامہ سخاویؒ نے درود شریف کے خصوصی فضائل اپنے تالیف میں پہلے اجمالاً ذکر کیے ہیں اور پھر اسے تفصیلاً احادیث سے ثابت بھی کیا ہے وہ اجمالی فضائل پیش خدمت ہیں: (۱) خدائے پاک کی موافقت حاصل ہوتی ہے کہ خدائے پاک بھی درود بھیجتے ہیں۔ (۲) ملائکہ کی موافقت حاصل ہوتی ہے کہ وہ بھی درود شریف بھیجتے ہیں۔ (۳) مومن کا ایک درود شریف خدائے پاک کی دس رحمتوں کا باعث۔ (۴) حضرات ملائکہ کی رحمت و

دعا کا باعث۔(۵)رسول اکرم ﷺ کی رحمت و دعا کا باعث۔ (۶)ایک درود شریف دس رحمتوں دس گناہوں کی معافی دس درجات کی بلندی کا باعث۔ (۷)سو درود شریف جہنم اور نفاق سے برأت نامہ کا باعث۔ (۸)سو درود شریف سو حاجتوں کے پورا ہونے کا باعث۔ (۹)سو درود شریف شہداء کے ساتھ رہنے کا ذریعہ۔(۱۰)سو مرتبہ درود شریف سے فرشتوں کا ایک ہزار درود۔ (۱۱)ایک مرتبہ درود شریف سے ایک قیراط برابر ثواب۔ (۱۲)درود شریف پڑھنے والے کی استغفار۔ (۱۳) گناہوں کی معافی۔(۱۴)اعمال کی زکوٰۃ اور اس کی پاکیزگی۔ (۱۵)غلام کی آزادی سے زیادہ ثواب۔ (۱۶)بڑے ترازو میں اس کے اعمال کا تولنا۔ (۱۷)رسول اکرم ﷺ کا شانہ میں شانہ ملا کر جنت کے دروازوں سے جانے کا سبب۔(۱۸)ایک درود شریف حضرات فرشتوں کی ستر رحمتوں کا سبب۔(۱۹)رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کا سبب۔(۲۰) آپ ﷺ کی شہادت کا باعث۔(۲۱) قیامت کے خوف سے نجات کا باعث۔ (۲۲)ترازو کے اعمال صالحہ کے بھاری ہونے کا باعث۔ (۲۳)عرش کے سایہ میں جگہ ملنے کا باعث۔ (۲۴)جنت میں کثرت ازواج کا سبب۔(۲۵) قیامت میں سب سے زیادہ آپ ﷺ سے قریب ہونے کا سبب۔(۲۶)خدا کی رضا اور خوشنودی کا باعث۔ (۲۷)حوض کوثر سے سیرابی کا باعث۔(۲۸)حضرات ملائکہ کرام کی محبت اور اعانت کا باعث۔(۲۹)میدان قیامت کی سخت ترین پیاس سے محفوظ رہنے کا ذریعہ۔(۳۰)پل صراط پر ثابت قدمی کا باعث۔ (۳۲)غزوات کے برابر ثواب۔(۳۳)احب الاعمال کا ہونا۔ (۳۴)مجالس کی زینت کا ہونا۔ (۳۵)فقر اور تنگی معیشت کے دور ہونے کا ذریعہ۔(۳۶)درود کی برکت اس کی اور اس کی نسلوں میں چلتی ہے۔ (۳۷)قیامت میں آپ ﷺ سے مصافحہ کا باعث۔(۳۸)دل کی زنگ کے صاف ہونے کا باعث۔(۳۹)بھولی اشیاء کے یاد ہونے کا باعث۔(۴۰)راہِ جنت کی خطا سے حفاظت کا باعث۔ (۴۱)قوت اور حیات قلب کا باعث۔(۴۲)درود پڑھنے والے کے امور میں برکات کا باعث۔(۴۳)حب رسول کی زیادگی کا سبب۔ (۴۴)لوگوں کی نگاہوں میں محبوب اور مکرم ہونے کا باعث۔ (۴۵)خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کا باعث۔(۴۶)ایسے نور کے حصول کا باعث جس سے دشمنوں پر غالب ہو جائے۔ (۴۷)رنج غم حوادث و مصائب کے دور ہونے کا ذریعہ۔ (۴۸)غرق سے امان کا باعث۔ (۴۹)مال کی برکت کا باعث۔(۵۰)مرنے سے پہلے دنیا میں بشارت جنت ٹھکانہ جنت دیکھنے کا باعث۔(۵۱)لوگوں کی غیبت سے محفوظ رہنے کا باعث۔ (۵۲)تہمت سے بری ہونے کا ذریعہ۔ (۵۳)دین و دنیا کی تمام

برکتوں اور فوائد کا ذریعہ۔ (۵۴) دعاؤں کی قبولیت کا باعث کہ درود شریف قبول ہو جاتی ہے تو اس کی برکت سے دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔

درود پاک پڑھنے کے مواقع: وہ مقامات جس میں درود شریف کا پڑھنا خواہ مختصر ہو یا طویل باعث فضیلت ہے اُن مقامات کا ذکر علامہ سخاویؒ نے اپنی تصنیف میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جو پیش خدمت ہے تاہم یہ یاد رہے کہ موصوف شافعی المسلک ہے: (۱) وضو سے فارغ ہونے کے بعد۔ (۲) تیمّم کے بعد (۳) غسل سے فراغت پر (۴) نماز کے قاعدہ اخیر میں (۵) وصیت نامہ لکھتے وقت (۶) خطبہ نکاح کے وقت (۷) دن کے شروع (۸) دن کے اختتام پر (۹) سوتے وقت (۱۰) سفر پر جاتے ہوئے (۱۱) سواری پر بیٹھتے ہوئے (۱۲) بازار سے نکلتے وقت (۱۳) دستر خوان پر کھانے کیلئے بیٹھتے وقت (۱۴) گھر میں داخل ہوتے وقت (۱۵) خط و رسائل شروع کرتے وقت (۱۶) بسم اللہ کے بعد (۱۷) رنج و غم اور پریشانی کے وقت (۱۸) فقر و فاقہ اور تنگی معیشت کے وقت (۱۹) کسی حاجت اور ضرورت کے موقع پر (۲۰) ڈوبنے کے وقت (۲۱) طاعون اور وبائی امراض کے وقت (۲۲) دعا کے شروع درمیان اور آخر میں (۲۳) کان بجنے کے وقت (۲۴) ہاتھ پیر سن ہونے کے وقت (۲۵) چھینک آنے کے وقت (۲۶) کسی چیز کو بھول جانے کے وقت (۲۷) مولی کھانے کے وقت (۲۸) گدھا بولنے کے وقت (۲۹) گناہ سے توبہ کے وقت (۳۰) نماز حاجت کے وقت دعا میں (۳۱) تشہد کے بعد (۳۲) نماز سے فارغ ہونے کے بعد (۳۳) اقامت نماز کے وقت (۳۴) صبح کی نماز کے بعد (۳۵) مغرب کی نماز سے افارغ ہونے پر (۳۶) قنوت کے بعد (۳۷) تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کے وقت (۳۸) نماز تہجد سے فارغ ہونے کے بعد (۳۹) مسجد میں داخل ہونے کے بعد (۴۰) مسجد سے نکلتے وقت (۴۱) مسجد کے پاس سے گزرتے وقت (۴۲) اذان سے فارغ ہونے کے وقت (۴۳) شب جمعہ میں (۴۴) مسجد کو دیکھتے وقت (۴۵) جمعہ کے دن (۴۶) جمعہ کے دن عصر کے بعد (۴۷) پیر کے دن (۴۸) خطبوں میں ''جمعہ اور عیدین میں'' (۴۹) عید کی تکبیرات کے درمیان (۵۰) جنازہ میں (۵۱) دوسری تکبیر کے بعد (۵۲) میت کو قبر میں ڈالتے وقت (۵۳) نماز استسقاء میں (۵۴) کسوف اور خسوف کے خطبوں میں (۵۵) کعبہ مبارک دیکھتے وقت (۵۶) حج کے موقع پر (۵۷) صفا و مروہ پر (۵۸) حجر اسود کے استلام کے وقت (۵۹) ملتزم کے پاس (۶۰) عرفہ کے دن ظہر کے بعد (۶۱) مسجد خیف میں (۶۲) تلبیہ سے فارغ ہونے کے بد (۶۳) مدینہ منورہ میں نظر آنے پر (۶۴) قبر اطہر کی زیارت کرتے

وقت (۶۵) مدینہ منورہ میں قبر اطہر کی زیارت سے رخصت ہوتے وقت (۶۶) مدینہ منورہ کے آثار مبارک دیکھتے وقت (۶۷) میدانِ بدر میں (۶۸) اُحد میں (۶۹) تمام احوال میں ہر وقت (۷۰) کسی اتہام سے بری ہونے کیلئے (۷۱) احباب سے ملاقات کے وقت (۷۲) مجمع میں آنے کے وقت (۷۳) مجمع سے جانے کے وقت (۷۴) ختم قرآن پاک کے دعا کے موقع پر (۷۵) حفظ قرآن کی دعا میں (۷۶) مجلس سے اُٹھنے کے وقت (۷۷) ہر ذکر اللہ کے موقع پر (۷۸) ہر کلام کے آغاز میں (۷۹) آپ ﷺ کے ذکر مبارک کے وقت (۸۰) علم کی نشر و اشاعت کے وقت (۸۱) وعظ کے وقت (۸۲) حدیث پاک کے پڑھنے کے وقت (۸۳) فتویٰ لکھتے وقت (۸۴) نام مبارک لکھتے وقت۔

یَاصَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَجْھِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَالْقَمَرْ
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خوشخبری

ضلع صوابی کے مصنفین اورمؤلفین علماء متوجہ ہوں

ضلع صوابی کے علماء کی تصنیفی خدمات پر تحقیقی کام کتابی شکل میں جاری ہے،
اگر کسی کو متعلقہ کوائف فارم موصول نہیں ہوئے تو مندرجہ ذیل کوائف مکمل تحریر کر کے ارسال فرمائیں

کوائف: (۱) نام مصنف یا مؤلف (۲) ولدیت (۳) گاؤں (۴) تاریخ پیدائش (۵) سن فراغت (۶) مقام فراغت (۷) ابتدائی تعلیم (۸) تدریسی خدمات (۹) اصلاحی تعلق (۱۰) تاریخ وفات (۱۱) شائع شدہ کتاب کی فہرست، نام ـموضوع۔ مطبوعہ یا غیر مطبوعہ

اگر ضلع صوابی کے کسی گاؤں میں فاضل دار العلوم دیوبند رہ چکے ہو تو ان کے بھی یہی مذکورہ بالا کوائف لکھیں اگر چہ ان کی تصنیفات نہ ہوں۔

برائے رابطہ: مفتی ہدایت الرحمان دارالعلوم حدیقۃ العلوم باجا ضلع صوابی

رابطہ نمبر۔ 0311-0195511-0315-0537856

ای میل: usama9190583@gmail.com

ضبط وترتیب: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ العالی

اور دیگر اکابرین کی جامعہ حقانیہ آمد اور ایک محفل علم وسلوک کا حسین منظر

دونئی کتابوں ''مولانا سمیع الحق: حیات وخدمات''

اور "Afghan Taliban War of Ideology" کی تقریب رونمائی

۱۷؍اپریل بروز منگل ایک بجے حضرت الاستاذ مولانا عبدالقیوم حقانی کا فون آیا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمایا کہ ''ڈیڑھ بجے تک جامعہ حقانیہ آجاؤ۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلف الرشید شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلویؒ دارالعلوم حقانیہ تشریف لا رہے ہیں، آپ بھی آجائیں تاکہ ان کی میزبانی ہوجائے، تم قلم کاغذ سنبھالو تاکہ چلیں'' استاذ العلماء مولانا محمد زمان حقانی (مصنف المصنّفات فی الحدیث) صاحبزادہ مولانا حافظ محمد قاسم حقانی اور مولانا عبدالغنی حقانی بھی ساتھ ہوئے اور یوں یہ قافلہ اکابرو مشائخ سے زیارت، ملاقات، اور استفادہ کی غرض سے اکوڑہ پہنچا۔

حیات وخدمات سفیرِ امن

قارئین کے علم میں ہے کہ حقانی نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ''حیات اور خدمات'' پر کتاب لکھی ہے جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے پچاس نسخے بھی ساتھ لے گئے، تاکہ اکابر ومشائخ کی خدمت میں پیش کئے جاسکیں، جیسے ہی حضرت مولانا سمیع الحق کے حجرے میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا وہی منظر تھا جو شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی تشریف آوری کے موقع پر دیکھا تھا، اکوڑہ خٹک کے راستے گلیاں دریا کی موجوں کی طرح ٹھاٹیں مارتے ہوئے دارالعلوم کی طرف رواں دواں تھیں، ہر کسی کی خواہش تھی کہ حضرت مولانا طلحہ کاندھلوی سے ملاقات ومصافحہ کی سعادت نصیب ہو اور ان کے ارشادت وملفوظات سے محظوظ ہوں، حضرت مولانا سمیع الحق کی حجرے میں عوام، خواص، علماء اور طلبہ کا

---

* ناظم تعلیمات جامعہ ابوہریرہ

ہجوم تھا، ہر کوئی ایک جھلک دیدار کے لئے ترستا تھا، حضرت الاستاد مولانا حقانی کے لئے دروازہ کھولا گیا جہاں مہمانِ گرامی تشریف فرما تھے وہاں تشریف لے گئے ،حضرت مولانا سمیع الحق نے جیسے ہی حضرت حقانی کو دیکھا تو فوراً حضرت کاندھلوی سے تعارف کرایا کہ:

''مولانا عبدالقیوم حقانی درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں، آج کل شرح صحیح مسلم لکھ رہے ہیں''۔

حضرت حقانی حضرت کے پاس پہنچے، مصافحہ ومعانقہ کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق نے قریب نشست پر بٹھایا۔

حضرت حقانی نے حضرت کاندھلوی کی خدمت عالیہ میں اپنی نئی کتاب ''مولانا سمیع الحق: حیات و خدمات'' پیش کی تو حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ میں کیا اور میری سوانح کیا؟ اگر ضرور لکھنا ہے تو میری زندگی کے بعد لکھو'' مولانا کاندھلوی نے کتاب لی اور الٹتے پلٹتے رہے ،اور دونوں حضرات (سوانح اور مؤلف) کو دعائیں دیتے رہے اور حاضرین آمین کہتے رہے۔

بزرگان دین کا اجتماع

مولانا کاندھلوی کے علاوہ دیگر اکابرین سے کمرا بھرا ہوا تھا ،مولانا حقانی پیر طریقت مولانا عبد الحفیظ مکّی مدظلہ اور پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ سے بھی ملے اور انہیں بھی ''حیات و خدمات'' کے نسخے پیش کئے ، کربوغہ شریف کے پیر طریقت حضرت مولانا مفتی مختار الدین مدظلہ، مولانا سید عدنان کاکاخیل ،مولانا فضل علی حقانی (ممبر نظریاتی کونسل وسابق وزیر تعلیم خیبر پختونخوا) کراچی کے مولانا محمد یحیٰی مدنیؒ کے صاحبزادے مولانا محمد یوسف مدنی جو کئی کتابوں کے مؤلف اور مصنف ہیں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے فرزند مولانا یحیٰی لدھیانوی، مفتی خالد، مولانا اسرار ناظم اقراء سکول سسٹم، دیر یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر خان بہادر خان مروت بھی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ وخدام اور قرب وجوار کے علماء اور زعماء بھی تشریف فرما تھے۔

ایک بڑھاپا سو بیماری

سب حاضرین میر محفل حضرت مولانا طلحہ صاحب اور مولانا سمیع الحق مدظلہما کی طرف متوجہ ہمہ تن ان کی گفتگو سن رہے تھے کہ اچانک سیدی وسید العلماء حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہ تشریف لائے، حضرت شیخ نے مولانا سید عدنان کاکاخیل سے فرمایا کہ ''کراچی گیا تھا وہاں شہداء کے قبور کی زیارت بھی کی مولانا مفتی نظام الدین شہید اور مولانا جمیل خان وغیرہم'' کے قبور پر بھی جانے کی سعادت حاصل ہوئی ،پھر ان شہداء کا تذکرہ فرماتے رہے ،حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کو بغرض آرام دوسرے کمرے میں لے جایا گیا ،تو حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ حضرت شیخ بیمار ہیں لیکن میں نے ان سے درخواست کی تو

انہوں نے آج اہم پروگرام چھوڑ کر ہمارے یہاں آمادگی ظاہر فرمائی اس پر شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ نے فرمایا کہ حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بڑھاپا سو بیماری ،اس پر مولانا سمیع الحق مدظلہ نے فرمایا کہ حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک حکیم (ڈاکٹر) کے پاس ایک عمر رسیدہ مریض آئے اس نے کہا کہ کان میں تکلیف ہے ،ڈاکٹر نے کہا کہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے ،مریض نے کہا کہ آنکھیں بھی دکھ رہی ہیں ، ڈاکٹر نے کہا یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے اسی طرح مریض اپنی بیماری کا شکایت کرتا اور ڈاکٹر یہی ایک جملہ کہتا کہ یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے ،اس پر بابا کو غصہ آیا اور اور ایک لاٹھی اُٹھا کر ڈاکٹر کے سر پر دے ماری تو اس پر بھی ڈاکٹر نے کہا کہ یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے ۔

جامعہ زکریا کا اجتماع اور ٹیلیفونک خطاب

حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدظلہ نے فرمایا کہ ان حضرات کی تشریف آوری مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی اور مولانا عبد الحفیظ مکی کے احسانات ہیں کہ اتنے معزز مہمان تشریف لائے ،حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا کہ ہاں ! ایسا ہی ہے کل میں بھی انکے جلسے میں گیا تھا اور تاحد نگاہ لوگ جمع ہوئے تھے ، میں جب راستے پر جا رہا تھا تو آپکی (حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ) کی آواز آرہی تھی ،میں نے ساتھی سے کہا کہ مولانا شیر علی شاہ بھی آئے ہیں ؟ ساتھی نے کہا کہ نہیں یہ کسی اور کی آواز ہے جب سٹیج پر پہنچا تو آواز تھی مگر صاحبِ آواز غائب تھا بعد میں سمجھا کہ آپ نے بھی الطاف حسین کا کام شروع کیا ہے یعنی ''ٹیلیفونک خطاب''اس ظریفانہ جملے پر سب حضرات ہنسے ،حضرت شیخ نے فرمایا: میں ہمیشہ جاتا ہوں لیکن اس دفعہ امراض کی وجہ سے نہ جا سکا ، مولانا عبد القیوم حقانی سے مولانا ہزاروی نے فرمایا کہ آپ کی کمی محسوس ہو رہی تھی ۔

لمحہ بہ لمحہ رپورٹ

حضرت حقانی نے فرمایا کہ مجھے عزیزم محمد قاسم تقریب کے لمحہ بہ لمحہ رپورٹ سے آگاہ کرتے رہے لیکن آپ کو میرے حالات کا علم ہے ، پہلے سے وقت دیا ہوا تھا ، پھر وہاں سے کچھ گھریلو معاملات آڑے آئے ، جس کی وجہ سے اجتماع میں شرکت کی سعادت سے محروم رہا۔ مولانا ہزاروی نے فرمایا: ہاں ! مجھے آپکے مصروفیات کا علم ہے خود میرے ساتھ بھی اس طرح ہی ہوتا ہے ۔

مولانا ہزاروی کے خدمات

حضرت شیخ مدظلہ نے اضیاف سے فرمایا: مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے ہم سب شکر گزار ہیں کہ انکی برکت سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت شیخ مولانا عبد الحقؒ کی بڑی خدمت کی ،مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی آخری عمر میں خوب خدمت کی حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی خدمت میں بھی رہے حضرت مولانا ہزاروی نے عرض کیا: کہ یہ سب آپ حضرات اور اکابر کی اور دار العلوم کی برکتیں ہیں ۔

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کا ذکر خیر

حضرت شیخ نے فرمایا: کہ میں دس، پندرہ سال مدینہ منورہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی زیارت و استفادہ سے بہرور ہو چکا ہوں، میں نے بڑے بڑے مشائخ و علماء کو دیکھا ہے کہ وہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے سامنے فرش پر تشریف فرما ہوتے تھے اور حضرت شیخ الحدیث چارپائی پر جلوہ افروز ہوتے تھے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور دیگر بہت سارے حضرات دیکھے ہیں، مگر تنہا حافظ الحدیث مولانا عبد اللہ درخواستی تھے کہ انہیں حضرت شیخ الحدیثؒ چارپائی پر بٹھاتے، جب دونوں جلوہ افروز ہوتے تھے تو ایک عجیب منظر ہوتا تھا، حضرت حافظ الحدیث مسلسل احادیث نبویہ ﷺ بیان کرتے تھے اور حضرت شیخ الحدیث پورے وجد و کیف کی حالت میں سنتے رہتے تھے۔

علم و حکمت کے سمندر

حضرت شیخ مدظلہ نے مزید گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: کہ ایک دفعہ "جامعه علوم الشرعية (مدينة منورة)" کی چھت پر حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ نے جامعہ اسلامیہ کے طلبہ کو تین گھنٹے مسلسل بیان فرمایا، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ بھی تشریف فرما تھے، قاری طیبؒ کی تقریر کا موضوع تھا ''کعبہ اوّلِ عالم، اصل عالم اور مرکز عالم'' اللہ اکبر! علم و عرفان اور حکمت کے سمندر تھے میں نے وہ تقریر لکھ کر ''ماہنامہ الحق'' کو بھی بھیجی تھی۔

تبلیغی جماعت مدینہ منورہ میں

فرمایا: مدینہ منورہ میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے مخالفین بھی تھے، ایک میجر تھے اسلم نام تھا، اس نے کتاب لکھی "جماعة التبليغ مالها وماعليها" اللہ کی شان اس کو اسی سال امریکہ میں کسی نے قتل کر دیا، فرمایا: کہ تبلیغی جماعت کی بڑے بڑے علماء دفاع کرتے تھے، عبد اللہ بن باز اور ابوبکر الجزائریؒ وغیرہم، کسی نے شیخ بن باز سے کہا کہ یہ جماعت ایسی ہے، ویسی ہے تو آپ نے فرمایا: "جماعة التبليغ اكبر ......في العالم" بھی لکھی گئی، جس وقت ہم وہاں تھے تو مسجد نبوی ﷺ سے تشکیل بھی ہوتی تھی مولانا عبد الحفیظ مکی کے والد گرامیؒ ملک عبد الحق مرحوم تشکیل فرماتے تھے ایک دفعہ تقریباً ۱۰۵ جماعتیں نکلی تھیں، مولانا سعید خان عجیب انسان تھے، ان کی باتیں الہامی ہوتی تھیں سہارن پور کے فاضل تھے، ہم بھی ان کے ساتھ جاتے تھے لیکن جب ۱۴۰۰ھ میں ایک فتنہ رونما ہوا، مہدی کا دعویٰ کیا گیا، تو اسی وقت سے پابندی لگی۔

سفر ہندستان: فرمایا: ہم بھی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ چند ماہ پہلے ہندوستان گئے تھے، سہارنپور میں حضرت مولانا طلحہ کے ساتھ رہے مولانا ارشد مدنیؒ کو دیکھا تو سوچا کہ حضرت مدنیؒ کا کیا حال ہوگا حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا: ہاں! یقیناً ان کا تو ثانی نہیں تھا۔

بڑا کام:

حضرت شیخ نے فرمایا: حضرت شیخ الحدیث کے مکان کو دیکھا ان کا خاص کمرہ دیکھا تو حیران رہ گئے کہ اتنی چھوٹی اور معمولی سی جگہ سے اتنا بڑا کام کر گئے اور بستی نظام الدین میں مولانا الیاسؒ کا مکان دیکھا وہ بھی بہت سادہ اور معمولی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے فیض کتنا پھیلایا پورے عالم میں۔

فقر وغربت علماء کی نشانی

حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا: بہت چھوٹا کمرہ تھا، بہت مشکل سے چڑھتے تھے مگر اس کمرے سے کیا کیا کام ہوئے، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے فرمایا یہ چھوٹا کمرہ رہائش گاہ بھی تھا، خانقاہ اور تصنیف وتالیف کی جگہ اور کتب خانہ بھی، مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم نے فرمایا: کہ یہ کام بلڈنگوں اور محلات سے نہیں ہوتا یہ سلسلہ فقر وغربت سے چلا ہے۔ اس دوران شیخ الحدیث حضرت مولانا سعید اللہ شاہ مدظلہ سابق شیخ الحدیث جامعہ درویش پشاور خلیفہ مجاز مولانا مفتی مختار الدین مدظلہ تشریف لائے، حضرات اکابر وعلماء سے ملے اور اپنے پیر ومرشد کے قدموں میں بیٹھ گئے مولانا مفتی مختار الدین کربوغہ شریف کی امامت میں ظہر کی نماز ادا کی گئی نماز کے دوران شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ باباجی اور شیخ التفسیر مولانا عبد الحلیم المعروف دیر باباجی تشریف لائے، حضرت کاندھلوی سے ملے حضرت مولانا دیر باباجی نے حضرت امام لاہوری کے تفسیری افادات پر مشتمل کتاب پیش کی۔

حضرت کی بچوں سے شفقت اور قرآن کی تلاوت

حضرت مہتمم صاحب کے گھر پر مدیر ''الحق'' کے صاحبزادے محمد عمر کو سورۃ اخلاص پڑھائی، پھر بعد میں مولانا سلمان الحق کے صاحبزادے محمد طٰہٰ، مولانا عرفان الحق کے صاحبزادے محمد معز کو بھی تلاوت کروائی، اور خاندان کے تمام بچوں کو پچاس پچاس روپے تبرکاً دیئے اور سب بچوں کے ساتھ شفقت ومحبت فرمائی اور حضرت مولانا مفتی سیف اللہ کے پوتے محمد ثانی اور مولانا راشد الحق کی ایک سالہ بیٹی شفا راشد کو حضرت کاندھلوی نے دم کرایا۔ اس کے بعد خاندان حقانی کی خواتین کو پردے میں بیعت ونصیحت فرمائی۔

مزار شیخ الحدیثؒ پر حاضری

حضرات اکابر مزار شیخ الحدیث مولانا عبد الحقؒ کی طرف روانہ ہوئے مزار پر فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کیا، مولانا طلحہ صاحب دیر تک مراقبہ کی حالت میں رہے بعد ازاں دار الحدیث روانہ ہوئے تو وہاں کا منظر دیدنی تھا، مزار سے دار الحدیث تک دو رویہ طلبہ کھڑے تھے استقبال کر رہے تھے انتظامیہ اور خدام کے حصار میں دار الحدیث پہنچے، وہاں مولانا حامد الحق حقانی نے مائیک سنبھالا، مہمانان گرامی کو خوش آمدید کہا اور پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کو دعوتِ خطاب دی۔

پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کا خطاب

پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے بعد از حمد وصلوٰۃ فرمایا: حضرات علماء اور طلباء!
آپ کو معلوم ہے کہ یہ مہمان ہندوستان سہارنپور سے تشریف لائے ہیں، نہایت معزز اور نازک مہمان ہیں، ریحانۃ الہند شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے فرزند ارجمند ہیں اور یہ پیدائشی ولی اللہ ہیں، آپ حضرات سے گزارش ہے کی ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے، ہمارے اکابر ہمیں ادب سکھاتے، میں بھی دارالعلوم کا خادم ہوں یہاں پڑھا ہوں، جب کوئی بزرگ تشریف لاتا تو حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے کہ ادب کرنا ہے تو ہم انتہائی احترام کرتے، یہ ادب نہیں کہ بزرگ پریشان ہو جائیں، یہ زیارت بڑی سعادت ہے، اس وقت صرف زیارت کریں اور درود شریف پڑھا کریں، دارالعلوم حقانیہ ایک روشن نام ہے آپ نے ان کو مزید روشن کرنا ہے، ادب کا مظاہرہ کریں کہ یہ علماء جا کر وہاں ادب و احترام کا تذکرہ کریں، بس آپ کا کام درود شریف پڑھنا اور حضرت کا دیدار ہے، حضرت کی نظر تم پر پڑے گی اور بیعت اور احادیث کی اجازت بھی دیں گے۔ ان شاء اللہ۔

حضرت ہزاروی کی تقریر وہدایات کے بعد تلاوت قرآن کیلئے دورہ حدیث کے طالب علم کو دعوت دی گئی۔

شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کے استقبالیہ کلمات

تلاوت کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے استقبالیہ کلمات ارشاد فرمانے کیلئے مائیک تھاما، بعد از حمد وصلوٰۃ ارشاد فرمایا: ہمارے لئے انتہائی خوشی، مسرت اور سعادت کا مقام ہے کہ محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے جانشین اور صاحبزادے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ دارالعلوم رونق افروز ہوئے ہیں، آج ہمارے لئے عید کا دن ہے، ہم اتنے خوش ہیں کہ خوشی کا اندازہ آپ نہیں لگا سکتے۔

فیوضات شیخ الحدیث کاندھلویؒ

شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ سے ہماری خط و کتابت جاری رہتی تھی، لیکن بدقسمتی سے ان کا دورہ سرحد نہ ہوا، لاہور، راولپنڈی، کراچی آنا ہوتا تھا ہم بھی حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ان کی دعائیں اور بے شمار خطوط ہمارے پاس جمع ہیں ''مکاتیب مشاہیر'' میں ان کے خطوط بھی چھپے ہیں، اب بحمد اللہ شیخ الحدیث کے فیوضات کی دنیا بھر میں اشاعت ہو رہی ہے، سینکڑوں زبانوں میں انکی کتابوں فضائل اعمال وغیرہ کے تراجم ہوئے، تقریباً ہر مسجد میں لوگ روزانہ ان کی فیوضات سے بہرہ ور ہوتے ہیں اس تمام تبلیغی نصاب اور فیوضات کا سر چشمہ حضرت شیخ الحدیث کاندھلویؒ کی ذات اقدس ہے، آج ہمارے لئے انتہائی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کے صاحبزادے راولپنڈی تشریف لائے میں نے مولانا سے درخواست کی کہ اکوڑہ خٹک تشریف لائیں آپ کے ملک بھر میں پہلے سے طے شدہ پراگرام تھے، آج مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی

نے خوشخبری سنائی کہ حضرت نے سارے پروگرام چھوڑے اور دارالعلوم تشریف لارہے ہیں میرے پاس شکریہ کے الفاظ نہیں لیکن میں حضرت کو بتانا چاہتا ہوں کہ دارالعلوم حقانیہ خالصتاً دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم اور سہارنپور کا فیض ہے حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور کئی موقعوں پر فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ دیوبند ثانی ہے، بلکہ ایک موقعہ پر فرمایا: میں دارالعلوم حقانیہ کو عین دارالعلوم دیوبند سمجھتا ہوں ہمارے شیخ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اجل اور خاص تلامذہ میں سے تھے، دارالعلوم دیوبند میں استاد تھے، ۱۹۴۷ء رمضان وشعبان کی تعطیلات میں حضرت گھر تشریف لائے تو اسی رمضان میں پاکستان بنا، فسادات شروع ہوئے، راستے بند ہوگئے تو آٹھ دس طلباء جو دیوبند وسہارنپور میں پڑھتے تھے، حضرت کے پاس آئے کہ جب تک راستے کھلتے ہیں تو آپ ہمیں یہاں پڑھائیں، اللہ تعالیٰ کو وہی فیض یہاں منظور تھا، سنٹرل ایشیاء اور افغانستان کے طلبہ یہاں پڑھنے آتے تھے اس چھوٹے سے گاؤں سے اللہ تعالیٰ نے دیوبند وسہارنپور کا فیض جاری فرمایا، یہ آپ حضرات کی دعاؤں اور توجہات کی برکت ہے یہ اکوڑہ خٹک کی سرزمین نہایت تاریخی اہمیت کی حامل ہے سید احمد شہید اور ان کے رفقاء نے یہاں سے جہاد شروع کیا تھا اور جو جہاد انہوں نے شروع کیا تھا وہ رکا نہیں اسی جہاد کے تسلسل میں دیوبند اور سہارنپور کے علماء اور فضلاء نے انگریز سامراج کو ہندوستان سے نکالا اور دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور طلباء نے پہلے روس کو شکست فاش دی اور اب امریکہ کو بھی شکست دی، الحمدللہ تحریک طالبان افغانستان میں کثیر تعداد حقانی فضلاء کی ہے، افغان جہاد کے بڑے بڑے زعما مولانا محمد یونس خالص اور مولانا جلال الدین حقانی وغیرہ یہیں سے پڑھے ہیں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے شہدائے بالاکوٹ کی تحریک کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ پانچ سو سال بعد پہلی باقاعدہ منظم جہاد تھا، جس میں جس میں جزیہ وغیرہ سب احکام تھے، تو میں عرض کررہا تھا کہ سید صاحب نے جہاد کا آغاز یہیں سے کیا تھا پھر دریا کے پار معیار کے ایک جنگ لڑی گئی جس میں سید الطائفہ مولانا امداداللہ مہاجر مکیؒ کے دادا پیر (مولانا نور محمد جھنجانویؒ کے پیر) حضرت شاہ عبدالرحیم ولایتیؒ بھی شہید ہوئے ظالموں نے ان شہداء میں بعض کا مثلہ بھی کیا تھا سر تن سے جدا کئے تھے پھر ان کو ایک اجتماعی قبر میں دفن کیا گیا ان کا مزار بھی یہیں ہمارے قریب مردان میں ہے یہ انہی شہداء کی خون کی برکت ہے کہ روس سوویت یونین اور امریکہ ونیٹو کو شکست ہوگئی، ان شاء اللہ یہ خون رائیگاں نہیں جائے گا، اسی کی برکت سے اسلامی نظام کا پرچم بھی لہرایا جائے گا۔

دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیوبند کی اولاد ہے، ہم آپکے انتہائی ممنونِ احسان اور شکرگزار ہیں کہ دارالعلوم کو قدوم میمنت کے لزوم سے نوازا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدظلہ کا خطاب

حضرت مولانا یوسف شاہ حقانی نے مائیک شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی مدظلہ کو دیا حضرت شیخ الحدیث نے حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

میں تو اس قابل نہیں ہوں کہ اتنے عظیم بزرگوں اور اولیاء، قطب الاقطاب کے سامنے لب کشائی کروں، آپ یقین جانیں مجھے اتنی خوشی اور فرحت نصیب ہوئی کہ بیان نہیں کرسکتا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے دارالعلوم حقانیہ کو اسی خصوصیت سے نوازا ہے کہ بڑے بڑے اکابر زعماء یہاں تشریف لاتے ہیں، میرے پاس الفاظ نہیں کہ ان حضرات بالخصوص حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کا شکریہ ادا کروں، یہ شیخ الحدیث مولانا زکریا کی نشانی ہیں، مجھے بھی بحمد اللہ پندرہ، سولہ سال حضرت شیخ الحدیثؒ کی زیارت نصیب ہوئی ہے، حضرت شیخ الحدیثؒ کے مجلس میں بڑے بڑے علماء شریک ہوتے، جیسے حضرت بنوریؒ، حضرت درخواستیؒ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ، مفتی محمودؒ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ یہ سب جب مدینہ منورہ تشریف لاتے تو ان کے ساتھ میں بھی حضرت شیخ الحدیثؒ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا حضرت شیخ الحدیثؒ کا چہرہ روحانی اور درخشندہ تھا، اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا رعب دیا تھا۔

سعودی حکمران (آل سعود) بھی حضرت شیخ الحدیث کی زیارت کے لئے آتے تھے، شیخ عبدالعزیز بن باز اور ابوبکر الجزائری جو کہ بہت بڑے واعظ تھے تبلیغی جماعت کی حمایت کرتے تھے۔

اکابرین دیوبند کے عالم اسلام پر بہت بڑے بڑے احسانات ہیں علمی، تحقیقی جہادی جو بھی میدان ہو علمائے دیوبند سب سے آگے ہیں، اپنے اکابر کی سوانح دیکھا کریں جو بزبان حال گویا ہے۔

تلک آثارنا تدل علینا　　　　فانظروا بعدنا الاثار

کچھ ساتھیوں کے ہمراہ دیوبند، بستی نظام الدین اور سہارنپور جانا ہوا تو حیران ہوئے کہ حضرت مولانا الیاس اور مولانا زکریاؒ نے اتنے معمولی اور مختصر گھر سے کتنا بڑا کام کیا

فشرقها فلیس للشرقها مغرب　　　　وغربها فلیس للغرب مشرق

یہ اخلاص کی برکتیں ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان حضرات کی آمد کو قبول فرمائے، سب حضرات کو دنیا وآخرت کی خوشیاں نصیب فرمائے، سب کو آقا ﷺ کے جھنڈے (لواء الحمد) کے تحت اپنے اکابر، مشائخ، اساتذہ اور والدین اور رشتہ داروں کی معیت میں جگہ دیں اور آقا ﷺ کی شفاعت سے سرفراز کرتے ہوئے آقا ﷺ کے دست اقدس سے حوض کوثر نصیب فرمائے۔

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کے بیان کے بعد مولانا یوسف شاہ نے کہا کہ اب میں مصنف کتب کثیرہ، شارح صحیح مسلم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی کو دعوت دیتا ہوں کہ خطاب کے لئے تشریف لائیں۔

مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کا خطاب

اکابر' علماء' اولیاء' اضیاف اور میرے اساتذہ موجود ہیں میں سمجھتا ہوں کہ مجھے خطاب نہیں بلکہ رونمائی کتاب کی بات کرنی چاہئے۔ آج استاذ مکرم محدث جلیل مولانا سمیع الحق صاحب کے حوالہ سے دونوں کتابوں کی تقریب رونمائی کا پروگرام تکوینی طور پر موجودہ علمی' روحانی منظر میں ڈھل گیا ہے۔

احقر ''مولانا سمیع الحق' حیات وخدمات'' پر گزشتہ پانچ سال سے کام کررہا تھا۔ جس کا ذکر اسی دارالحدیث میں مختلف تقریبات میں آپ مجھ سے سنتے رہے ہے۔ اللہ کریم نے اپنا فضل وکرم فرمایا اور الحمدللہ کہ وہ عظیم تاریخی شہ کار دو جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ جس میں حضرت کی ذات وصفات اور علمی کمالات کے حوالہ سے کم اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے خدمات' مساعی جمیلہ' تاریخ' تعلیم' ملک وملت دینی' علمی اور تبلیغی خدمات' نفاذِ شریعت کے لئے بھرپور جدوجہد' فرق باطلہ کے تعاقب بالخصوص مغرب کی اسلام دشمنی' صلیبی دہشتگردی اور اس کے مجاہدانہ تعاقب کا مخلصانہ تذکرہ زیادہ ہے۔ کتاب میں جہاں کہیں بھی حضرت کا ذاتی ذکر آیا یا ان کے تقویٰ اور ذاتی اوصاف وکمالات مذکور ہوئے جن سے خودنمائی کا اظہار ہوتا تھا۔ حضرت نے انہیں قلم زد کردیا۔ حیات وخدمات ایک طالب علمانہ کوشش ہے اس کی قبولیت' محبوبیت اور روشن مستقبل کی ضمانت آج کا یہ حسین منظر اور مبارک لمحات ہیں کہ تقریب رونمائی کے اس پروگرام میں آج کے پہلے سے طے شدہ پروگرام میں حسن اتفاق اور اللہ تعالیٰ ہی کی عنایات سے حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی اور زعمائے قوم وملت تشریف فرما ہیں۔ جن کے مبارک ہاتھوں' توجہات اور دعاؤں سے کتاب کی تقریب رونمائی منعقد ہورہی ہے۔

دوسری کتاب "Afghan Taliban War of Ideology" جس میں صلیبی دہشتگردی اور اسکے بھرپور تعاقب کی تاریخ ہے اس سے قبل یہ کتاب اردو میں اولاً القاسم اکیڈمی اور پھر مؤتمر المصنفین نے شائع کی تھی، اسکی تالیف وترتیب کی سعادت بھی مجھے حاصل ہوئی، اب اس کا انگریزی ترجمہ اور تلخیص شائع ہوگئی ہے۔

دنیا بھر بالخصوص مغربی میڈیا کے معروف زعماء اور مشاہیر صحافی جامعہ دارالعلوم حقانیہ آتے رہے اور مولانا سمیع الحق صاحب سے جہاد افغانستان، طالبان افغانستان، دارالعلوم حقانیہ کا نصاب تعلیم، حقانیہ میں تعلیم وتربیت، مقاصد واہداف، مشن، وسائل، مصارف، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن، اسلامی جہاد اور پاکستان میں نفاذِ شریعت کے حوالے سے انٹرویوز لیتے رہے۔ افغانستان میں افغان طالبان کی اسلامی حکومت کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی درسگاہیں، کلاس رومز، قیام گاہیں، کتب خانہ، دارالحدیث، لنگر خانے تک کو ٹٹولتے اور پرکھتے رہے۔ خود اساتذہ ودیگر طلبہ سے بھی کھود کرید کرتے رہے۔ مگر الحمدللہ انہیں بالآخر دارالعلوم حقانیہ کے نظامِ تعلیم وتربیت، نظم وضبط، نیک مقاصد اور قیام امن کے

سلسلہ میں مساعی جمیلہ کا اعتراف کرنا پڑا۔ اور آج عالمی سطح پر مولانا سمیع الحق مثبت کردار اور سفیر امن کی حیثیت نمایاں ہوئے۔ اس کتاب کے ذریعے پورے دنیا کو یورپ' امریکہ اور افریقہ کو یہ بتا دیا گیا ہے کہ اللہ کا قرآن، نبی کا فرمان، خانہ کعبہ، مسجد الحرام، مسجد نبوی، دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم مظاہر العلوم، سہارنپور اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ علماءِ حق اور مولانا سمیع الحق کا پیغام ایک ہے۔ قیامِ امن' نظامِ عدل اور تعلیم وتربیت اور پوری انسانیت کی فلاح اس کا ہدف ہے جو ازل سے ابد تک قائم ہے اور قائم رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

جب کتاب' علم وقلم سے تعلق اور ذوق پیدا ہوجائے تو وہ ترقی کا ذریعہ بنتا ہے مدح وستائش سے بالاتر ہوکر محض حقائق کا اظہار کرتے ہوئے کہنے دیجئے، کہنے دیجئے کہ علمی' مطالعاتی' تصنیفی اور تالیفی مزاج کے اس حقانی ماحول میں ہمارے مخدوم "صاحبِ سوانح" جیسے لوگ رہنمائی کے منصب پر فائز ہیں انکی سوچ آفاقی اور ذہن ادبی' علمی اور اشاعتی اور تحریکی ہے وہ اسلامی سیاست کی طرح قلم وکتاب کے ذریعہ بھی دلوں میں جگہ بنانا اور زندگی کو متاثر کرنا خوب جانتے ہیں آج یہ عظیم تاریخی اجتماع اور اکابر ومشائخ کی تشریف آوری اسکا شاہد عدل ہے۔

مولانا عبدالقیوم حقانی نے حیات مولانا سمیع الحق کی دونوں جلدیں سٹیج پر مہمان خصوصی مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی کے مبارک ہاتھوں میں تھما دیں۔ حضرت نے بڑے احترام سے انہیں لیا۔ خوش ہوئے اور کتاب کی قبولیت کی دعائیں کیں۔ انگریزی کتاب "Afghan Taliban War of Ideology" بھی ان کے ہاتھوں میں پکڑوائی اور انہوں نے مبارک ہاتھوں میں لیا۔ اور قبولیت عنداللہ کی دعا فرمائی۔

مولانا عبدالحفیظ مکی دعائیہ کلمات

حضرت مولانا محمد یوسف شاہ حقانی نے پیر طریقت حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ کو دعوت خطاب دی، پہلے تو آپ معذرت کرتے رہے مگر حاضرین کے اصرار پر چند دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے، فرمایا: اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کو تا صبح قیامت قائم رکھے اور اکابر اسے دیوبند ثانی کہتے رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے فیض کو اور بھی عام وتام فرمائے، حضرت مولانا سمیع الحق اور دیگر اکابرین کا سایہ امت کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین، اسکے بعد پیر طریقت حضرت مولانا مفتی مختار الدین شاہ کو دعوت دی گئی مگر انہوں نے فرمایا کہ اتنے بڑے بڑے اکابر اور مشائخ موجود ہیں ان کے سامنے بولنا بے ادبی ہے۔

مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ کا خطاب

چنانچہ میر مجلس شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طلحہ کو دعوت دی گئی آپ نے بغیر کسی تمہید کے فرمایا: اتنے بڑے بڑے مشائخ میں میں کیا عرض کروں بس اپنے مشائخ اور اساتذہ کا ذکر کروں گا (درخواست کی گئی کہ اجتماعی بیعت اور اجازت حدیث سے نوازیں) تو بیعت کے کلمات ارشاد فرمائیں اور فرمایا: کہ معمولات کا پرچہ

یہاں منگوائیں اور یہاں چھپوائیں تاکہ یہ لوگ محروم نہ ہوں اللہ تعالیٰ سب حضرات کو علم نافع نصیب فرمائیں،

فرمایا: میرا بچپن سہارن پور اور نظام الدین دونوں میں گزرا ہے چونکہ والد سہارنپور میں ہوتے تھے اور ننھیال نظام الدین میں، مولانا الیاس کو میں نے نہیں دیکھا مگر انہوں نے مجھے دیکھا ہے، میں چھوٹا تھا شعور نہیں تھا مگر انہوں نے اپنے نواسے ہونے کی وجہ سے بہت پیار اور شفقت فرماتے میری والدہ کو بلاتے کہ بیٹی! رات کو تو اس بچے کی وجہ سے نہیں سوئی کیونکہ یہ تیرا بچہ ہے اور میں تیری جاگنے کی وجہ سے جاگتا ہوں ظہر کے بعد میرا سبق ہے تو تم سو جاؤ اور بچہ مجھے دو میرا بچپن اسی طرح گزرا ہے۔

فرمایا: میں نے درس نظامی کاشف العلوم سہارنپور میں پڑھا ہے یہاں تبلیغ کا انہماک تھا فرمایا مجھے اپنا بچپن یاد ہے حضرت رائے پوریؒ مجھے بیعت کرنا چاہتے تھے میرے استاد تھے، مولانا عبد المنان ان کا تعلق بھی حضرت مولانا عبد القادر رائے پور سے تھا، حضرت رائے پوری بہت مشکل بیعت کراتے تھے، چنانچہ اسی وقت میں بیعت نہیں ہوا، مولانا عبد المنان سے یہ واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا: بیعت کیوں نہیں ہوئے، میں نے کہا: اب تک آپ سے پوچھے کوئی کام نہ کیا تو اتنا بڑا کام کیسے کرتا، استاذ نے فرمایا کہ حضرت رائے پوری سے میں بھی بیعت ہوں گا، چنانچہ ان حضرات کے ساتھ میں بھی بیعت ہوا، اور اس دن بہت سے مجاذیب بھی بیعت ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے سلوک طے کرایا۔

فرمایا: تعلیم کے ساتھ تصوف وسلوک میں نہیں لگنا چاہئے تعلیم کے لئے یکسوئی ضروری ہے فرمایا بعض طلبہ پڑھنے میں غفلت کرتے ہیں وقت ضائع کرتے ہیں پھر فراغت کے بعد کف افسوس ملتے ہیں مگر ہاتھ کچھ نہیں آتا، اس لئے توجہ اور یکسوئی سے پڑھو فراغت کے بعد تبلیغ میں سال لگائیں جیسے تعلیم میں انحطاط آرہا ہے اسی طرح تبلیغ میں انحطاط آرہا ہے مولانا الیاس اور مولانا یوسفؒ کے ملفوظات اور تقاریر پڑھیں، مواد مختصر مگر نافع ہیں جتنی محنت کرو گے اتنی سہولت ملے گی اور جتنی لاپرواہی سے پڑھو گے تو ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔

فرمایا: بدنظری ایک تباہ کن بیماری ہے اس سے بچئے "بدنظری کا علاج" کتاب ضرور پڑھیں استغفار کی کثرت کریں سبق کا ناغہ نہیں ہونا چاہئے۔ اجازت حدیث دیتے ہوئے فرمایا: میں نے حدیث کی کتابیں مولانا یوسفؒ، مولانا انعام الحسنؒ، مولانا عبید اللہؒ، مولانا منیر الدین یہ استاد الکل تھے ان سے زیادہ کتابیں پڑھی ہیں اور مولانا یعقوب سہارنپوریؒ سے ان سب حضرات سے مجھے جو اجازت حاصل ہے اسی سند کیساتھ آپکو بھی اجازت ہے۔

فرمایا: ہم نے دو سال میں دورہ حدیث پڑھا ہے اس وقت دورہ حدیث دو سال میں ہوتا تھا، حضرت نے بہت لمبی دعا کے ساتھ اپنی تقریر ختم کی، حضرت کے تقریر میں دو اہم باتیں رونما ہوئیں۔

(۱) ایک طالب نے حضرت کے خطاب کے دوران ان کی تصویر کھینچی، حضرت کی آنکھیں بند تھی لیکن جیسے ہی تصویر کھینچی گئی تو بہت غصہ ہوئے، طالبعلم سے موبائل چھینا گیا اور جو تصاویر کھینچیں تھی وہ مٹادی گئی، فرمایا

شرم نہیں آتی حرام کام کرتے ہوئے؟

(۲) ایک طالبعلم نے پسینہ صاف کرنے کیلئے ٹیشو پیپر پیش کیا اس سے بھی سخت ناراض ہوئے کہ یہ کیا بات ہے؟ کہ انگریزوں کی طرف سے جو بھی چیز ہمارے پاس آتی ہے ہم اسے اندھا دھند قبول کرتے ہیں۔

مسجد کے سنگِ بنیاد کا منظر

دارالحدیث (ایوانِ شریعت ہال) سے طلبہ زیر تعمیر جامع مسجد شیخ الحدیثؒ تک دو رویہ کھڑے ہوئے درمیان میں حضرات مشائخ گذرتے ہوئے زیر تعمیر جامع مسجد تک پہنچے، جہاں حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہم اور دیگر مشائخ نے اپنے دست مبارک سے اینٹیں رکھیں، پھر انہوں نے اپنے جیب سے ۵۰۰ ریال مسجد کے چندہ میں دیئے، اور وہاں سے مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوئے، تو راستے میں مولانا راشد الحق سمیع ایڈیٹر ''ماہنامہ الحق'' نے اپنے زیر تعمیر مکان کی بنیاد کے لئے حضرت سے اینٹ دم کرائی، حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے رہائش گاہ میں مہمانوں کے لئے ظہرانے کا انتظام کیا گیا تھا، مشائخ یہاں جمع ہوئے۔

پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ، حضرت الاستاد مولانا حقانی مدظلہ کے قریب تشریف فرما تھے، احقر دونوں حضرات کے سامنے بیٹھا، ان کی گفتگو غور سے سنتا رہا حضرت الاستاد مولانا حقانی نے فرمایا: رات کو مولانا سمیع الحق مدظلہ کا فون آیا، انہوں نے آپ کے اجتماع کے بارے میں فرمایا: کہ بہت بڑا اجتماع تھا بہت خوش تھے حضرت مولانا ہزاروی مدظلہ نے فرمایا: حضرت مولانا فضل الرحمٰن بھی تشریف لائے تھے، اسمبلی کا اجلاس جب ختم ہوا تو تشریف لائے، حضرت مولانا سمیع الحق نے فرمایا: یہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کی کرامت ہے کہ اتنا بڑا اجتماع کر لیتے ہیں، مولانا محمد طلحہ صاحب سے فرمایا: حضرت مولانا محمد یوسفؒ ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم تشریف لائے تھے ان کا خطاب بھی یہاں ہوا تھا، حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب نے فرمایا کہ مولانا محمد یوسفؒ کی ۲۷ تقاریر کراچی سے چھپی ہیں، مولانا سمیع الحق نے فرمایا: ۵۰،۶۰ سال میں جو بھی اکابر دارالعلوم تشریف لائے ہیں، ان کی یہاں تقریریں ہوئی ہیں وہ ۱۰؍ جلدوں میں منبر حقانیہ سے ''خطباتِ مشاہیر'' کے نام سے آئیگی۔

فرمایا: خطوط کا بہت بڑا ذخیرہ ۸؍ جلدوں میں چھپا ہے، مولانا شاہد نے جب مکاتیب مشاہیر کو دیکھا تو ان کو بھی شوق ہوا کہ میں بھی چھاپوں گا، ہم نے مولانا شاہد کو لاہور کے حافظ انیس صاحب کو بھیجی کہ دیوبند اور سہارنپور پہنچائیں مگر انہوں نے واپس بھیج دیں، حضرت مولانا سمیع الحق نے حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ فتاویٰ حقانیہ اور مکاتیب مشاہیر کی مکمل جلدیں پیش کیں، اس کے علاوہ حضرت طلحہ اور مولانا عبدالحفیظ مکی کو تحفے بھی دیئے۔ پھر حضرت آرام کیلئے تشریف لے گئے، تو حضرت حقانی نے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے رخصت لی اور ہم لوگ واپس جامعہ ابو ہریرہ پہنچ گئے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف *

حضرت شیخ عبد المجید لدھیانویؒ
ایک عظیم معمار قوم

حضرت شیخ لدھیانویؒ وفاق المدارس العربیہ ملتان ڈویژن کے اجلاس میں دینی مدارس کے بارے میں حکومتی تحریک کے خلاف ایک جذباتی تقریر فرمانے کے بعد شدت جذبات سے مغلوب ہوکر اپنے سفر آخرت بلکہ سفر جنت پر روانہ ہو گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

2۔فروری 2015 بروز پیر کو مولانا کا جنازہ اس شان سے اٹھا کہ بلاشبہ ،نہ صرف کہروڑپکا بلکہ شاید جنوبی پنجاب کا یہ سب سے بڑا جنازہ تھا۔ نماز جنازہ کے لیے شہر سے باہر دس ایکڑ کے قریب جگہ صاف کی گئی تھی ،مگر وہ بھی کم پڑ گئی تھی اور بلاشبہ لاکھوں افرانے مولانا کے جنازے میں شریک ہوکر ان کی عظیم خدمات کو خراج تحسین ادا کیا۔ مولانا سلیم اللہ خان صاحب (مدظلہ) نے ہزاروں علماء اور لاکھوں عوام کی موجودگی میں حضرت شیخ کا جنازہ پڑھایا اور حضرت کو لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں باب العلوم کہروڑپکا سے متصل ان کی ذاتی پلاٹ میں دفن کردیا گیا۔

ا: مولد و مسکن اور ابتدائی تعلیم و تربیت

حضرت شیخ کے والد محترم حافظ محمد یوسفؒ صاحب متحدہ ہندوستان کے قصبے سلیم پور (۴۔۵ میل از علی گڑھ) تحصیل جگراواں ضلع لدھیانہ (جس کی نسبت سے حضرت شیخ نے لدھیانوی نسبت اختیار کی) کے رہنے والے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم اس قصبے کی مسجد کے پیش امام کے طور پر یہاں آئے اور پھر یہیں بس گئے۔

سلیم پور اپنے علاقے کا بڑا قصبہ تھا، جہاں تھانہ اور ہسپتال بھی تھا۔ اسی قصبے میں حضرت شیخؒ کی ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۴ء میں پیدائش ہوئی (یہ تاریخ حضرت شیخؒ نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے)۔

حضرت شیخ نے ابتدائی تعلیم سلیم پور کے ہائی سکول میں حاصل کی۔ مولانا منظور احمد صاحب خلیفہ

---

* صدر دائرۃ المعارف اسلامیہ بورڈ پنجاب یونیورسٹی

مجاز شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری اس وقت یہاں کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ ان کے علاوہ مولانا محمد ابراہیم صاحب (شاہ عبدالقادر رائے پوری کے خلیفہ) جن کا جگراواں میں دینی مدرسہ بھی تھا اور مولانا عبدالرشید صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ بھی اسی قصبے (سلیم پور) رہنے والے اور اور اسی سکول کے اساتذہ میں سے تھے۔ ابتدائی زمانے میں حضرت شیخ کو ان بزرگوں کی تربیت ملی جوان کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔

مولانا ابھی آٹھویں جماعت میں پڑھتے تھے کہ تقسیم ہند کا واقعہ پیش آیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اعزاء واقارب کیساتھ ایک بہت بڑے قافلہ کی صورت میں نومبر 1947ء کو پاکستان کی طرف ہجرت کی، عید الاضحیٰ کے دن فیروز پور کی جانب سے پاکستان کی سرحد پر پہنچے اور نماز عشاء تک قصور پہنچ گئے۔ والدین نے گوجرہ کے پاس چک نمبر۱۶۳ جمارا میں جہاں سلیم پور سے آئے ہوئے بہت سے خاندان آباد ہو گئے تھے۔ سکونت اختیار کی۔ تاہم اس نقل مکانی میں سال ضائع ہو گیا۔ اور آٹھویں جماعت کا امتحان نہ دیا جا سکا۔ اپریل 1948ء میں جب سکول میں تعلیمی سال کی ابتداء ہوئی تحصیل ٹوبہ موروثی پور ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ اور مارچ 1949ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا۔

۲: شوق تعلیم

مولانا کی پیدائش موضع سلیم پور تحصیل جگرروا ں ضلع لدھیانہ کے ایک چھوٹے سے قصبے میں ہوئی۔ مولانا خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ مولانا کے گاؤں سلیم پور میں تقسیم ہند کے سلسلے میں ایک جلسہ سلیم پور میں رکھا گیا جس میں خطاب کے لیے دیگر علماء کے ساتھ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی بھی تشریف لائے۔ اس وقت مولانا کی عمر دس بارہ برس کی ہوگی۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے جلسے میں کیا خطاب فرمایا تو یہ تو اس چھوٹے سے طالب علم کے ذہن سے اوپر کی باتیں تھیں لیکن مولانا مدنیؒ کی شخصیت کا جادو اس کمسن بچہ پر ایسا چلا کہ مولانا لدھیانویؒ نے اسی وقت دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ جدید تعلیم کے بجائے قدیم اور دینی تعلیم حاصل کریں گے۔

چنانچہ یہ حضرت شیخ کی خوش قسمتی تھی کہ اس وقت موروثی پور سکول میں ہیڈ ماسٹر اللہ دتہ صاحب تھے جو کہ جامعہ ربانیہ کے مہتمم بھی تھے جبکہ جامعہ ربانیہ کے بانی مولانا فضل کریم صاحب انگلش کے ٹیچر تھے اور مولانا عبدالغفور صاحب جو بعد میں آل پاکستان ٹیچرز یونین پنجاب کے صدر بنے، عربی مدرس تھے۔

ان حضرات کی حوصلہ افزائی کچھ قدیم خواہش کی بنا پر دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ سالانہ مڈل کے امتحان سے فارغ ہو کر اپریل 1949ء میں جامعہ ربانیہ میں داخلہ لیا۔ یہاں انہیں مولانا مجد رفیق کشمیری کی صحبت اور خدمت کا موقع ملا۔ جو اس وقت وہاں کے شیخ الحدیث تھے اور معروف اسکالر اور

فاضل ڈاکٹر طفیل ہاشمی کے ماموں بھی تھے۔ دو سال جامعہ ربانیہ میں تعلیم حاصل کی، مولانا نذیر احمد صاحب (شیخ الحدیث وبانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد) بھی مولانا کے ساتھ ہی اس مدرسہ میں داخل ہوئے تھے۔ انکے ساتھ مولانا کرم الٰہی صاحب شاہ کوٹی، جو کہ اپنے آپ کو حضرت تھانویؒ کا خلیفہ مجاز کہا کرتے تھے، کے دو صاحبزادے بھی اسی مدرسہ میں زیر تعلیم تھے۔ انہی دنوں مولانا کرم الٰہی صاحب کی سرپرستی میں مولانا نذیر صاحب کے گاؤں روشن والا میں دینی مدرسہ اشرف الرشید کے نام سے شروع ہوا۔ تو مولانا نذیر احمد کے ساتھ حضرت شیخؒ بھی اسی مدرسہ میں چلے گئے اور تین سال تک وہاں کے مختلف اساتذہ سے پڑھتے رہے۔ پھر مشکوٰۃ کے درجے میں پڑھنے کیلئے جامعہ قاسم العلوم ملتان چلے آئے۔ مدرسہ قاسم العلوم (ملتان) میں اس وقت مولانا عبدالخالق صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند (شاگرد رشید حضرت شیخ الہند)، مولانا مفتی محمود صاحب، مفتی محمد شفیع (مہتمم قاسم العلوم)، مولانا ابراہیم تونسوی اور مولانا علی محمد صاحب مرحوم جیسے اساتذہ تعلیم کیلئے مقرر تھے۔ یہاں مختلف انہوں نے اسباق پڑھے۔ (ترمذی اور بخاری، مولانا عبدالخالق صاحبؒ سے اور مسلم شریف مفتی محمود صاحبؒ سے پڑھی)۔

مولانا اللہ وسایا صاحب نے ایک مجلس میں بیان کیا کہ جب حضرت شیخ دینی تعلیم سے فارغ ہوئے اور عمامہ فراغت اپنے سر پر باندھی تو اس رات حضرت شیخ کو ایک ویران اور بے آباد مسجد میں پایا گیا اس وقت شیخ رو رو کر اللہ سے یہ فریاد کر رہے تھے کہ اے اللہ مجھ سے دین کی خدمت کا کوئی کام لے لے۔ چنانچہ جب حضرت شیخ کا جنازہ اٹھایا گیا تو عوام کا جم غفیر اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ حضرت شیخ کی دعا رائیگاں نہیں گئی۔

تدریس کی ابتدا ایک گم نام مدرسے سے کی اور شوال ۱۳۷۵ھ سے شعبان ۱۳۷۶ھ تک جامعہ نعمانیہ کمالیہ میں مدرس رہے لیکن ایک سال ہی گذرا تھا کہ ان کے اساتذہ کی نظر انتخاب ان پر پڑ گئی چنانچہ شوال ۱۳۷۶ھ مفتی محمود صاحب انہیں جامعہ قاسم العلوم ملتان میں لے آئے اور سال بھر یہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔

۳: حضرت شیخ لدھیانویؒ مدرسہ دالعلوم کبیر والا میں

اس کے بعد ۱۹۵۷ء/۱۳۷۷ھ میں حضرت شیخؒ کو ان کے استاد محترم مولانا عبدالخالقؒ کبیر والا میں لے گئے۔ ہوا یہ تھا کہ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب نے کبیر والہ کے مقام دارلعلوم کے نام سے ایک مدرسہ کھولنے کا فیصلہ کیا تو انہیں اساتذہ کی تلاش ہوئی تو انہوں حضرت شیخ کو یہاں بلانے کا فیصلہ کرلیا اور اس مقصد کے لیے شعبان میں حضرت شیخ کو جو اس وقت جامعہ قاسم العلوم میں تدریس کے فرائض انجام

دے رہے تھے، قاسم العلوم میں تشریف لے گئے اور حضرت شیخ کو اپنے مدرسے میں آنے کی دعوت دی اور اس وقت تک نہ اٹھے جب تک حضرت شیخ سے وعدہ نہ لے لیا۔

یہاں تدریس کی فضا سازگار تھی مدرسہ دارالعلوم اس وقت مولانا عبدالخالقؒ صاحب کی نگرانی میں خدمات انجام دے رہا تھا۔ مولانا عبدالخالقؒ حضرت شیخؒ کی صلاحیتوں کو تاڑ گئے تھے۔ اوران کی سرپرستی شروع فرمادی تھی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بچپن میں حضرت شیخؒ نے شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی ایک جھلک دیکھی تھی، جس نے حضرت شیخ کو لدھیانوی کو شعوری طور پر مولانا مدنیؒ کے دامن علمی سے وابستہ کردیا تھا۔ وہ شعوری طور پر مولانا کے قافلے کے ہی ایک فرد تھے۔

یہاں مولانا کو تدریس شروع کیے ہوئے تھوڑا ہی اعرصہ ہوا تھا کہ حضرت شیخ کو ایک دن جامعہ دارالعلوم کبیروالہ کی مجلس شوریٰ نے اجلاس میں بلایا گیا اور حضرت مولانا عبدالخالقؒ کے ایماء پر مجلس شوریٰ نے ان سے کو مدرسہ کا انتظام سنبھالنے کی خواہش ظاہر کی۔ اہتمام اور مالی یا انتظامی ذمہ داریاں سنبھالنا مولانا کے مزاج کے خلاف تھا، وہ ہمیشہ ساری زندگی اہتمام سے دور ہی رہے۔ مدرسہ باب العلوم کہروڑپکا میں بھی اگرچہ عملاً مولانا صدرالمدرس تھے لیکن انہوں نے اہتمام اور دفتری ذمہ داریوں میں کبھی حصہ نہ لیا۔

بہرحال دالعلوم کبیروالا کی بات ہورہی تھی۔ ظاہر ہے کہ مولانا نے اپنے مزاج کے مطابق انکار کردیا اور فرمایا کہ میرا اور میری بیوی کا روزانہ گھر میں ہانڈی کے مسئلے پر جھگڑا ہوتا ہے جب میں گھر کا انتظام نہیں سنبھال سکتا تو مدرسہ کا انتظام کیسے سنبھال سکتا ہوں؟ یہ کہہ کر حضرت شیخؒ اُٹھ کر چلے گئے۔

بعد میں مولانا عبدالخالقؒ حاجی طفیل صاحب کو لے کر حضرت شیخؒ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا مولانا مجھے معلوم ہے کہ آپ میں اہتمام کی صلاحیت موجود ہے آپ اہتمام کی ذمہ داریاں سنبھال لیں ورنہ میں اہتمام مولانا منظور الحق صاحب کو دے دوں گا، مولانا ظہور الحق اور مولانا منظور الحق دونوں بھائی تھے اور مولانا عبدالخالق کے بھتیجے تھے۔ مولانا عبدالخالقؒ نے یہ بھی فرمایا کہ پھر آپ ہی روئیں گے اور پریشان ہوں گے۔ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ مولانا منظور الحق اس علاقے میں کافی وقت گذار چکے ہیں اور وہ آپ کے عزیز بھی ہیں اس لیے وہ مہتمم شپ کے لیے ان سے زیادہ موزوں کوئی نہیں۔ اور فرمایا کہ جب دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا قاری طیب کو مہتمم بنانے کے لیے مشورہ ہورہا تھا۔ تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ قاری محمد طیب صاحبؒ حضرت نانوتویؒ کے خاندان سے ہیں اور ان کے پوتے ہیں جتنی ان کو مدرسہ کے معاملات کے ساتھ خیرخواہی ہوسکتی ہے اتنی کسی اور کو نہیں ہوسکتی، چنانچہ قاری محمد طیب صاحبؒ کو ہی مہتمم بنادیا گیا اور وقت نے ثابت کیا کہ یہ فیصلہ درست تھا۔ اس لیے میں بھی گذارش کرتا ہوں کہ مولانا منظور

الحق آپ کے بھانجے ہیں ان کو دارالعلوم کے ساتھ جتنی خیر خواہی ہو سکتی ہے اتنی مجھے یا کسی اور کو نہیں ہو سکتی، رہی یہ بات کہ میں روؤں گا تو اول تو مجھے رونے کی عادت نہیں اور جب تک نبھی میں نبھاؤں گا، جب دیکھوں گا کہ ہماری بن نہیں پا رہی میں چپکے سے مدرسہ سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔(۱)

حضرت شیخؒ کا انداز تدریس

تاریخ گواہ ہے کہ مولانا نے جس طرح وعدہ کیا تھا اسی طرح نبھائی ۔ بالآخر مولانا عبدالخالقؒ کی وفات کے بعد مولانا منظور الحق صاحب ہی مہتمم بن گئے ۔ انہوں نے اہتمام سنبھالتے ہی مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے خلاف محاذ کھول دیا اور طرح طرح سے ان کو تنگ کرنے لگے ۔ ان کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ مولانا حضرت شیخ ؒ کو پڑھانا نہیں آتا لیکن یہ پروپیگنڈہ بھی بے سود رہا تھا۔ مولانا بیشک روایتی قسم کے استاد نہ تھے جو اپنے اساتذہ کی کاپیاں (شرحیں) دیکھ دیکھ کر پڑھاتے ہوں، بلکہ مولانا کا تدریس کا طریقہ اپنا تھا وہ کسی کتاب کی عبارت کا پہلے اپنے طور پر مفہوم سمجھا دیتے اور جب مفہوم سمجھ میں آجاتا تو پھر عبارت پڑھا دیتے ،اسی لیے تمام طالب علم ان سے بے حد مطمئن تھے۔ چنانچہ یہ تدبیر ان کے خلاف گئی اس کے بعد مولانا منظور الحق صاحب نے حضرت شیخ کو منطق اور فلسفے کی کتابیں بطور اسباق کے پڑھانے کیلئے دیں۔ حضرت شیخؒ کا ہمیشہ یہ اصول رہا کہ تمام کتابیں باقاعدہ مطالعے کے بعد پڑھاتے چنانچہ اُن کا یہ طریقہ کار بھی ناکام رہا۔ راقم الحروف نے 1970 کے شروع میں دارالعلوم کبیروالا میں داخلہ لیا اس وقت سے لیکر حضرت شیخ کی وفات تک حضرت شیخ ک کے ساتھ رہا۔

یہ غالباً میرا یہاں پر پہلا سال تھا کہ ایک دن مجھے مولانا منظور الحق صاحب نے طلب کیا اور باتوں باتوں میں پوچھا کہ نورالانوار (ملاجیون) آپ کو سمجھ آرہی ہے میں نے عرض کیا کہ جی ہاں سمجھ آرہی ہے، انہوں نے کہا کہ سناؤ چنانچہ انہوں نے جہاں سے بھی سنا میں نے سنا دیا۔ مولانا منظور الحق یہ سن کر کھسیانے سے ہو گئے۔ بہر حال مولانا منظور الحق کی یہ ترکیب بھی ناکام ہو گئی تو آخر میں حضرت شیخ کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والوں کی شامت آگئی کبھی معمولی معمولی باتوں پر مطبخ سے کھانا بند کر دیا تھا۔ کبھی کسی طالب علم کا مدرسہ سے اخراج کر دیا جاتا۔ چنانچہ خاکسار بھی انہی لوگوں میں شامل ہے میرا سال کے وسط میں مدرسہ سے اخراج کر دیا گیا پھر حضرت شیخ کی خصوصی شفقت سے دوبارہ داخلہ ملا۔ پھر ایک شام کو عصر کے بعد ہاکی کھیلنے کے جرم کی سزا کے طور پر تمام شریک جرم طالب علموں کا کھانا بند کر دیا گیا ،ایسی صورت حال میں تمام طالب علموں کی جائے پناہ حضرت شیخؒ ہی تھے۔ جب حضرت شیخؒ ان باتوں پر مولانا منظور الحق سے احتجاج کرتے تو ان کو تکلیف ہوتی تھی مولانا منظور الحق صاحب نے کئی مرتبہ شوریٰ کے اجلاس میں ان باتوں کو پیش کیا کہ

حضرت شیخؒ مدرسہ کے ڈسپلن کی خلاف ورزی کے مرتکب ہورہے ہیں لیکن ان باتوں سے مسجد کے مجلس شوریٰ والے متأثر نہ ہوئے۔

1972ء نیا سال شروع ہوا تو حضرت شیخؒ کے حامی طلبہ میں سے کسی کو داخلہ نہ دیا گیا۔ مولانا کے مشورے سے ایسے تمام طلبہ نے خیرالمدارس ملتان میں داخلہ لے لیا اور میری طرح کے جو چند طالب علم داخلہ لینے میں کامیاب ہوئے ان کے گرد گھیرا تنگ کرلیا۔ یہ حقیقت ہے کہ طلبہ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ سے بہت پیار کرتے تھے۔ اب واضح طور پر مدرسہ میں دو جماعتیں یا دو پارٹیاں ہوگئیں ایک پارٹی یا ایک جماعت حضرت شیخؒ کی تھی جو محبت پارٹی کہلاتی تھی اور دوسری پارٹی مولانا منظور الحق صاحب کی تھی۔ اور مولانا منظور الحق کی طرف سے کشیدگی پیدا کی جاتی اور کوشش کی جاتی کہ طلبہ میں تصادم ہوجائے، چنانچہ وسط سال میں جب طالب علم بیٹھے مطالعے میں مصروف تھے کہ مولانا منظور الحق صاحب کے حامی طلبہ نے مولانا عبدالمجید صاحب کے حامی طلبہ پر حملہ کردیا۔ حضرت شیخ کے حامی طلبہ چونکہ بالکل غافل تھے۔ اس لیے ان کو زیادہ چوٹیں لگیں۔ اور کئی ایک کے سر پھٹے۔ اور وہ زخمی ہوئے ان زخمی طلبہ میں خاکسار بھی شامل تھا۔ اس پر فوری طور پر مدرسہ کی انتظامیہ حرکت میں آئی حضرت شیخ سے رابطہ کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ اپنے طالب علموں کو کنٹرول کریں۔ ورنہ جوابی ردعمل شاید سخت ہوجاتا۔ اگلے روز شوریٰ کا اجلاس بلایا اور مدرسہ کو فی الفور بند کرنے کا حکم دے دیا گیا اور طالب علموں کو اپنے اپنے گھروں کو جانے کو کہا گیا۔

اس مرتبہ مولانا منظور الحق کا مقدمہ مدرسہ کی مجلس شوریٰ میں پیش کرنے اور مولانا کے خلاف کاروائی کرانے کیے مضبوط تھا اور دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے سامنے انہوں نے یہ عذر کیا کہ وہ حضرت شیخؒ کے ہوتے ہوئے مدرسہ کا انتظام نہیں چلا سکتے۔ اس لیے یا تو حضرت شیخ کو فارغ کردیا جائے یا انہیں۔ شوریٰ پھر بھی فیصلہ کرنے سے ہچکچا رہی تھی چنانچہ فیصلہ کرنے کا اختیار مولانا خان محمد صاحب کو دے دیا گیا۔ مولانا خان محمد صاحب حضرت شیخؒ سے بہت متاثر تھے لیکن انہوں نے مصلحت آمیز فیصلہ دیا اور مولانا کو مدرسہ چھوڑنے کا کہہ دیا گیا۔ اس طرح حضرت شیخؒ نے اپنے استاد محترم کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے حتی المقدور پورا کیا اور مدرسہ دارالعلوم کبیروالہ اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک مدرسہ والوں نے انہیں ایسا کرنے کے لیے نہ کہہ دیا۔

نئی منزل کی تلاش

اس وقت حضرت شیخؒ کی عمر چالیس برس تھی اور ان سے متعارف ہوچکے تھے۔ اس لیے حضرت شیخؒ کے لیے اب مشکل مرحلہ درپیش تھا کہ اب ان کی اگلی منزل کیا ہو۔ کئی مدارس نے اپنی اپنی پیش

کشتیں بھجوائیں، انہی میں سے ایک پیش کش جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کی طرف سے بھی تھی ۔ عام طور پر فیصلہ کرنے کے لیے یہ باتیں اہم سمجھی جاتی ہیں کہ کس مدرسے میں تنخواہ اور آسائشیں زیادہ ملیں گی ۔ اور بڑا مدرسہ کن سا ہے؟ ۔ لیکن حضرت شیخؒ کی ترجیحات میں یہ سب باتیں شامل نہ تھیں ۔ ان کے لیے یہ بات باعث ترجیح تھی کہ کس مدرسہ کو ان کی زیادہ ضرورت ہے ۔

چنانچہ حضرت شیخؒ نے کہروڑپکا کے لیے آباد اور ویران مدرسہ کو آباد کرنا مناسب سمجھا، چنانچہ اس کے مہتمم خورشید عباسی مرحوم اور ان کے جواں سال صاحبزادے غلام محمد عباسی کی دعوت پر کہروڑپکا جانے کا فیصلہ کیا ۔ اس وقت کہروڑپکا میں نہ بجلی تھی نہ گیس اور نہ ہی دیگر شہری آسائشیں تھیں ۔ اسی لیے مجھ سمیت حضرت شیخؒ کے تمام حامیوں کو حضرت شیخؒ کا فیصلہ اچھا نہ لگا، لیکن چونکہ حضرت شیخؒ عزم کر چکے تھے لہٰذا اسی پر عمل کیا گیا ۔

کہنے کو تو یہ مدرسہ تھا ۔ لیکن مدرسہ کو دیکھ کر لگتا تھا کہ یہ تو کبھی آباد تھا ہی نہیں تھا ۔ اور نہ ہی یہاں کوئی قابل ذکر عمارت موجود تھی ۔ اور حال یہ تھا کہ مدرسہ میں چاروں طرف خاک اُڑ رہی تھی ۔ اور اس میں علاقے کے باسی یہاں گدھے باندھے جاتے تھے ۔

عباسی صاحب نے سرپرستی تو فرمائی لیکن مدرسے کا اندرونی اور بیرونی انتظام حضرت شیخؒ کو سونپ دیا اور مولانا کے دور 1973ء تا 2015ء کے دوران میں انہوں نے اڑتالیس سالوں میں کبھی انہوں نے جامعہ کے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی، اس طرح حضرت شیخؒ نے مدرسہ کا انتظام بھی خود سنبھالا اور اس کے لیے اپنے لائق شاگردوں کی خدمات حاصل کیں ۔

شروع میں بجلی کا نظام نہیں تھا مگر دو سال کے بعد بجلی آ گئی ۔ اور آہستہ آہستہ مدرسہ کی عمارتیں بننا شروع ہو گئیں اور اب مدرسہ......واقعی مدرسہ نظر آنے لگا ۔

شروع شروع میں مدرسہ میں بھڑوں نے چھتے نے بنا رکھے تھے، ان کی صفائی کا مرحلہ آیا تو حضرت شیخؒ نے خود فرمایا کہ مجھے بھڑیں نہیں کاٹتیں، اس لیے بھڑوں کے چھتے میں خود صاف کروں گا ۔ چنانچہ حضرت شیخؒ نے بھڑوں کے چھتے خود صاف کیے ۔

الغرض شعبان ۱۹۷۳ء سے شوال ۱۹۷۳ء تک کا وقت صرف مدرسہ کی صفائی ستھرائی میں لگ گیا اور کہیں شوال میں جا کر مدرسہ کی حالت بہتر ہوئی ۔ بالآخر مولانا کی قربانیاں رنگ لائیں اور مدرسہ باب العلوم پاکستان بھر کے مدارس میں ایک نمایاں مدرسے کے طور پر ابھرا ۔

مولانا مشتاق احمد مرحوم شروع شروع میں اس مدرسہ کے ناظم تھے ۔ وہ بڑے محنتی انسان تھے اور

مولانا حضرت شیخؒ کو بھی ان سے بے حد محبت تھی۔انہوں نے مدرسہ کو سنوارنے میں بڑی محنت کی افسوس کی، وہ شادی کے بعد نوجوانی میں ہی انتقال فرما گئے۔

اس کے بعد مولانا ظفر احمد اس کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔انہوں نے بڑی محنت کی اور مدرسہ کی تعمیر وترقی کے لیے دن رات کام کیا۔آخر میں کچھ اختلافات کے باعث وہ مدرسہ سے الگ ہو گئے۔آج کل مولانا حبیب الرحمٰن کلورکوٹی اور مولانا افتخار احمد صاحب مشترکہ طور پر انتظامی ذمہ داریاں سنبھال رہے ہیں۔حضرت شیخؒ ان دونوں سے بہت راضی اور خوش تھے۔

بعد کے واقعات وحالات نے ثابت کر دیا کہ حضرت شیخؒ کا فیصلہ درست تھا اور اس فیصلہ نے حضرت شیخ کی بدولت اس پس ماندہ علاقے اور اس کے علمائے کرام کو بہت فائدہ پہنچایا۔اور لگتا تھا کہ جنگل میں منگل بنا دیا گیا ہے۔

روحانی مدارج کی تحصیل

حضرت شیخؒ کو اللہ تعالیٰ نے روحانی طور پر بہت مستحکم درجہ عطا کیا تھا۔حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری (م۱۹۶۲ء) کی انہوں نے زیارت کی تھی ۔ البتہ ان سے بیعت کی نوبت نہ آئی۔اسی دوران مولانا عبدالعزیز گمتھلویؒ پر ان کی نگاہ پڑی ۔اس وقت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کسی کام سے جا رہے تھے اور بس کمالیہ کے اڈے پر کھڑی تھی۔ان کو دیکھتے ہی حضرت شیخؒ کی دل کی حالت اتھل پتھل ہوگئی۔اور وہ اپنی اس کیفیت کو اس طرح سے بیان کرتے تھے۔......

ولم کہ رم نبودے زپری روجواناں　　　　سفید ریش پیرے بردش بیک نگاہے

پھر مولانا حضرت گمتھلویؒ سے بیعت ہو گئے۔اور ان کے قریبی اور معتبر حلقوں میں شمار کیے جانے لگے۔لیکن حضرت سے خلافت نہ ملنے پائی تھی کہ حضرت مولانا سعید احمد رائے پوریؒ سے ان کے اختلافات ہو گئے۔اور بالآخر انہیں اپنی خانقاہ سے رشتہ عقیدت توڑنا پڑا۔

بعد ازاں حضرت شیخ نے اصلاح باطن کا تعلق حضرت شیخ سید انور حسین نفیس رقم سے جوڑ لیا۔اور حضرت نفیس شاہ صاحبؒ نے انہیں جلد ہی اجازت وخلافت عطا کر دی۔مولانا انور حسین نفیس رقم سلسلہ عالیہ قادریہ رائپوریہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی طرف سے خلیفہ مجاز تھے اور اپنے نام ہی کی طرح بڑے نفیس بزرگ تھے۔ان کی خانقاہ (راوی پار) میں مولانا کا بڑا احترام تھا۔

اسی طرح ان کا روحانی تعلق کا رشتہ حضرت مولانا جمیل احمد میواتی سے قائم ہوا حضرت مولانا جمیل احمد میواتی بڑی محبت والے بزرگ تھے انہوں نے بھی حضرت شیخؒ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

لیکن حضرت شیخ لدھیانویؒ وظائف اور دل کے لطائف پر یقین نہ رکھتے تھے، البتہ ان کو حدیث میں بیان کردہ مسنون دعاؤں کے پڑھنے میں مزہ آتا تھا۔ اور وہ مزے لے لے کر یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ دلائل الخیرات اور الحزب الاعظم پڑھنے کی انہوں نے مولانا عاشق الٰہی صاحب سے اجازت حاصل تھی۔ وہ بڑے شوق سے ان کا روزانہ ورد کرتے تھے۔ یہ چونکہ ساری مسنون دعائیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے تحفے ہیں انہیں پڑھنے میں مولانا لذت محسوس کرتے تھے۔

حضرت شیخؒ تواضع اور انکساری کا مجسمہ تھے۔ انسان کو عادت ہوتی ہے کہ اپنے اپنے عہدوں کے بارے میں شیخیاں چھوڑتا ہے مولانا کی عادت اسکے برعکس یہ تھی کوئی جب بھی ان سے ان کے عہدے کے بارے میں پوچھتا تو کبھی بھی انہوں نے جواباً اپنے لیے شیخ الحدیث یا صدر مدرس کا لقب اختیار نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ یہ فرماتے کہ میں تو ایک مدرسہ میں مدرس ہوں۔ اس سے بڑھ کر انہوں نے کبھی کوئی بات نہ کی۔

جب حضرت شیخؒ عالمی ختم نبوت کے مرکزی امیر منتخب ہوگئے تو بھی حضرت شیخؒ کا یہی حال رہا۔ اور مدارس کے خلاف حکومتی احکامات کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند سے اس تعلیم کا سلسلہ ایک درخت اور ایک استاد سے شروع ہوا اور اگر یہی حالات رہے تو دوبارہ یہی نوبت آجائیگی کہ ایک درخت اور ایک استاد اور ایک طالبعلم سے یہ کام شروع ہوگا اور مولانا فرمایا کرتے تھے کہ وہ استاد میں ہوں گا۔

حضرت شیخؒ کی شفقت اور محبت تمام طالب علموں پر یکساں ہوتی تھی خاص طور پر ذہین اور غریب طالب علموں پر حضرت شیخؒ کی خصوصی شفقت رہتی تھی۔ جو لوگ حضرت شیخؒ کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے تھے حضرت شیخؒ ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت شیخ کی شفقت اور نرم دلی کا تو یہ عالم تھا کہ جب بھی کبھی حضرت مولانا منظور الحق صاحب کا تذکرہ ہوتا تو حضرت شیخؒ باوجود شدید اختلافات کے اور ان کی طرف سے شدید اذیتوں کے نہایت ادب اور احترام کے ساتھ اُن کا تذکرہ فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ بعد میں مولانا منظور الحق صاحب بڑے پچھتاتے تھے کہ ان سے غلطی ہوگئی تھی۔ اور یہ کہ ان کے ساتھ آخری عمر میں تعلقات بڑے خوش گوار ہوگئے تھے۔

حافظ عبدالرشید صاحب (کراچی والے) کو حضرت شیخؒ کے ساتھ خصوصی نسبت تھی اسی نسبت کی بدولت حضرت شیخؒ بھی ان کا خاص خیال رکھتے۔ اور بہت سارے سفر حرمین حضرت شیخؒ نے حافظ صاحب کی معیت میں کیے جن میں سے ایک دو میں خاکسار کو بھی یہ توفیق ملی۔

مولانا کو تقریباً تیس چالیس سال سے شوگر تھی لیکن حضرت شیخ نے کبھی شوگر کو ذہن پر مسلط نہیں فرمایا۔ انہوں نے صحت مند زندگی گذاری۔ کچھ عرصے کے بعد ان کو دل کا بھی عارضہ لاحق ہوگیا جو آہستہ

آہستہ بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ چار میں سے تین وال بند ہو گئے ڈاکٹروں نے بائی پاس نہ کروانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ جب کسی سخت کام کرنے کی نوبت آتی تو مولانا کے دل پر اثر ہوتا البتہ کچھ دیر تک دل کی مالش کرنے سے طبیعت بہتر ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ان کو تکلیف ہوئی تو چیک اپ کے لیے ان کو ہسپتال میں داخل کرادیا گیا اور ڈاکٹروں نے ایک پورا دن ان کو چیک کرنے میں صرف کیا۔ اور پھر یہ نتیجہ نکالا کہ ہم نے تمام چیک اپ مکمل کرلیا ہے آپ کو کبھی بھی کچھ ہو سکتا ہے لہٰذا محتاط رہیں یہ سن کر حضرت شیخؒ کھلکھلا کر ہنس دیے اور فرمایا کہ ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالی ہے اس وقت سے علم ہے کہ کبھی بھی کچھ ہو سکتا ہے یہ آپ نے کونسی نئی بات بتائی ہے۔

الٰہی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا، آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا

حضرت شیخؒ کی وضع قطع ہمیشہ سے ایک سی رہی۔ جبہ وقبہ اور دستار کبھی آپ کو پسند نہ تھی۔ تمام عمر ایک ہی طرح کا لباس پہنا اور اسی پر فخر محسوس کیا۔ بعض اوقات دیکھنے والے حضرت شیخؒ کو ایک عام سا مولوی سمجھتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخؒ حرم میں حافظ عبیداللہ کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ عربی شخص آ گیا۔ جب حافظ عبیداللہ نے یہ بتایا کہ یہ پاکستان کے جید علماء میں سے ہیں تو عربی نے کہا اتقرأ فاتحه خلف الامام (کیا تم نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہو؟) تو حضرت شیخؒ نے جواب دیا ''لا'' (نہیں) عربی نے کہا ''وقد قال رسول الله ﷺ لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب (حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوئی جس نے امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی۔) اس پر حضرت شیخؒ نے جواب دیا ''نعم وقد قال رسول الله ﷺ من كان له امام فقرأة الامام قرأة له'' (ہاں! اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کا کوئی امام ہو تو اس کی قرأت اس کی مقتدی کی قرأت ہے)، اس نے کہا نحن نقرئه بين سكتات الامام (ہم لوگ امام کے وقفوں کے درمیان پڑھتے ہیں)۔ اس پر حضرت شیخؒ نے کہا ''اقال رسول الله ﷺ اقرؤا فاتحة الكتاب خلف الامام بين سكتات الامام (کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ تم لوگ امام کے پیچھے وقفوں کے دوران سورۃ الفاتحہ پڑھو)۔ اس نے جواب نہیں ''لا'' نہیں۔ اس پر آخری حجت کے طور پر مولانا نے فرمایا ''هذا اجتهاد امامكم وهذا اجتهاد امامنافنحن وانتم سواء (یہ تمہارے امام صاحب کا اجتہاد ہے اور یہ ہمارے امام صاحب کا اجتہاد ہے پس ہم اور تم برابر ہیں یہ سن کر وہ لاجواب ہو گیا۔

طالب علموں کی مشکلات کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے میں حضرت شیخؒ کا جواب نہیں تھا۔ اس

بارے میں حضرت شیخ کے ہاں اپنے اور بیگانے کی کوئی تمیز نہیں تھی۔حضرت شیخ طالب علموں کی تربیت کا انداز منفرد تھا۔عام طور پر طالب علموں کی تربیت کیلئے ان پر سختی کی جاتی اور پابندیاں لگائی جاتی ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ طالب علموں پر پابندیاں لگانے اور انکو روک ٹوک کرنے سے انکی اصلاح ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ الانسان حریض لما منع (انسان کو جس چیز سے روکا جاتا ہے انسان ان کاموں کا حریص ہو جاتا ہے) لہٰذا حضرت شیخؒ کا طریق تربیت یہ تھا کہ طالبعلم کے ذہن میں اچھائی اور برائی کے دونوں پہلو واضح کردیئے جائیں اور پھر ساری ذمہ داری اسی پر عائد کردی جائے، مولاناؒ کے اس انداز سے اکثر و بیشتر طالب علم سمجھ جاتے تھے اور ان سے برائی کا استیصال ہو جاتا تھا۔حضرت شیخ کے اسی انداز تربیت نے بہت سے طالبعلموں کی زندگیوں کو بدل ڈالا اور انہیں نماز کا پابند بنادیا۔

حالات حاضرہ پر حضرت شیخؒ کی بڑی گہری نظر تھی جدید رسائل اور جرائد کا مطالعہ بڑی باریک بینی سے فرماتے تھے اور ان میں کوئی بات تربیت کے نقطہ نگاہ سے ضروری ہوتی تو اس کو طلبہ کے سامنے درس میں اس انداز میں تبصرہ فرماتے کہ اس سے سننے والوں کو نصیحت حاصل ہوتی۔

عام طور پر اصلاحی موضوعات پر حضرت شیخؒ گھنٹوں بولتے تھے اور انہیں تھکن محسوس نہیں ہوتی تھی۔یوں لگتا تھا کہ ایک علمی دریا مسلسل بہاؤ میں ہے۔

مولانا کی شادی خانہ آبادی

حضرت شیخؒ ابھی تعلیم کے دوسرے یا تیسرے سال میں تھے اور گھر والوں سے تعلقات منقطع تھے کہ انہی دنوں کمالیہ کے بھائی عبداللطیف کے ساتھ کسی طرح حضرت شیخؒ کا رابطہ ہو گیا۔عبداللطیف صاحب کاروباری آدمی تھے۔انہوں نے دیکھ لیا کہ یہ لڑکا تو ذہین بھی ہے اور قابل بھروسہ بھی۔اس پر انہوں نے اس شرط پر اپنی بیٹی حضرت شیخؒ کے نکاح میں دے دی کہ جب تک حضرت شیخؒ کی تعلیم مکمل نہیں ہوگی وہ انہی کے ہاں ہی قیام کریں گے چنانچہ اسی قرارداد کے مطابق حضرت شیخؒ کی شادی خانہ آبادی ہو گئی اور حضرت شیخؒ کی اہلیہ صاحبہ حضرت شیخ ہی طرح بڑی صفائی اور نفاست پسند خاتون تھیں اور شیخؒ کا بڑا احترام کرتی تھیں۔جن دنوں حضرت شیخ جامعہ دارالعلوم کبیروالا میں تھے اور حضرت شیخؒ کا کچا مکان تھا تو حضرت شیخؒ کی اہلیہ اس کچے مکان کو بھی شیشے کی طرح صاف ستھرا رکھتی تھیں۔مگر سوئے اتفاق سے حضرت شیخؒ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔حضرت شیخؒ کو بہت سے لوگوں نے مشورہ دیا کہ وہ دوسرا نکاح کرلیں لیکن حضرت شیخؒ نے نکاح نہیں فرمایا۔اور نہ ہی اس بارے میں کبھی سوچا۔

مولانا کی ازدواجی زندگی بڑی خوشگوار گذری۔بچوں کی طرف سے فراغت کی بنا پر مولانا کی

مکمل توجہ تدریس اور طلبہ کی ہی طرف مبذول رہی۔ مولانا کو ہم نے اس صورت حال میں کبھی پریشان نہیں دیکھا۔ خالہ جی ضرور پریشان رہتی تھیں۔

جب ۲۰۰۸ء میں خالہ جی انتقال فرما گئیں تو انہیں ان کے آبائی شہر کمالیہ ہی میں سپردخاک کیا گیا اور اس موقع پر حضرت شیخ نے کمال ضبط کا مظاہرہ کیا۔ اس روز حضرت شیخ مکمل طور پر صبر وشکیب کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ کی زندگی کی ساتھی اور رفیق کار حضرت شیخ سے بچھڑ گئی تھی اس موقع پر شیخ مکمل صبر کی تصویر بنے ہوئے دوسروں کو دلاسہ دے رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے ایک روز فرمایا "اب یوں لگتا ہے کہ میں ایک کھونٹے سے بندھا ہوا تھا، میں جہاں بھی ہوتا گھر سے رابطہ ضرور رکھتا تھا اور جہاں بھی جاتا گھر آنے کا تقاضا رہتا تھا، لیکن آج یہ کھونٹا ہی کھل گیا ہے اور کوئی قید یا پابندی باقی نہیں رہی۔

مرحومہؒ بہت صابرہ اور شاکرہ خاتون تھیں حضرت شیخ کی معمولی سی تنخواہ تھی ہمیشہ اسی میں گذارا کیا اور کبھی گلہ شکوہ نہیں کیا۔ البتہ انہیں فکر رہتی تھی کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو مولانا تو اپنے شاگردوں کے ساتھ وقت گذار لیں گے اور اگر حضرت شیخؒ کو کچھ ہو گیا تو ان کے لیے وقت گذارنا مشکل ہو گا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا کرنا یوں ہوا کہ پہلے خالہ جی فوت ہوئیں اور یوں دوسری صورت کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اور پھر حضرت شیخؒ کا وصال ہوا۔

حضرت نفیس شاہ صاحب کی اہلیہ بھی ان کی زندگی ہی میں انتقال فرما گئیں تھیں، انہوں نے بھی عقد ثانی نہیں فرمایا، لیکن جب حضرت شیخؒ کی اہلیہ کا انتقال ہوا تو حضرت نفیس شاہ صاحبؒ نے خاکسار کے ذریعے ایک دو مرتبہ حضرت شیخؒ کو پیغام دیا کہ وہ عقد ثانی فرما لیں۔ ایک مرتبہ حضرت نفیس شاہ صاحبؒ کی موجودگی میں حضرت شیخؒ سے اس بات کا ذکر ہوا تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ پہلے نصیحت کرنے والے کو خود اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے، یہ سن کر حضرت نفیس شاہ صاحب مسکرا دیے۔ اور فرمایا کہ بھائی یہ کام طاقت کے ساتھ مشروط ہیں۔ اب ہمارے اندر طاقت کہاں۔

حضرت شیخؒ نے ساری عمر نہ تو مال جمع کیا اور نہ ہی مال جمع کرنے کی کوئی تدبیر کی۔ اپنی زندگی ہی میں اپنی لائبریری کی کتب اور گھر کا ساز و سامان مدرسہ باب العلوم کو وقف کر دیا تھا اور آپ جس طرح آئے تھے اسی طرح دنیا سے چلے گیے اور بے اولاد ہونے کے باجود اپنے پیچھے لاکھوں شاگرد سوگوار چھوڑ گئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور آخرت میں ان سے نسبت کی بدولت اللہ پاک ہماری بھی بخشش فرمائے......

پیدا کہاں ایسے پراگندہ طبع لوگ　　　افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

تصانیف

حضرت شیخؒ نے باقاعدہ تصنیف تو نہیں کی ،لیکن حضرت شیخؒ کے شاگردوں نے حضرت لدھیانویؒ کے خطبات کو کیسٹوں سے جمع کر کے ان کی ساری تقاریر کو جمع کردیا ہے اوردرج ذیل مجموعے شائع ہوگئے ہیں۔

۱: خطبات حکیم العصر

(۱۳ مجموعے) یہ حضرت شیخؒ کی تقریروں اور بیانات کے مجموعے ہیں اور جس طرح خطیب بات کرتا ہے اسی طرح ان میں تصرف کیے بغیران کو جمع کردیا گیا ہے۔ یہ خطبات مختلف موضوعات پر حضرت شیخؒ کے مطالعے کا نچوڑ ہیں اور انداز بیاں عامیانہ اوردل چسپ ہے۔ پہلی مرتبہ حکیم العصرؒ ٹرسٹ نے انکو شائع کیا۔

۲: تبیان القرآن

قرآن مجید کی تفسیر ،(نامکمل) حضرت شیخؒ نے تمام زندگی قرآن مجید کا درس دیا مکتبہ شیخ العصر کے زیراہتمام حضرت شیخؒ کے تفسیر قرآن مجید کے تمام خطبات کو جمع کر کے افادہ عام کے نقطہ نظر سے شائع کردیا گیا۔ چار جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ اور باقی جلدیں شائع کرنے کا اہتمام محترم انیس صاحب کے ذمہ لگایا گیا ہے۔

تعلیم تبلیغ تربیت

بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کا مقصد • توحید و آخرت • تلاوتِ آیات • تفہیم کتاب • تعلیم حکمت • تزکیۂ نفس • غلبۂ دین

امتی کی ذمہ داریاں ختم نبوت کا تقاضا: حضورؐ کی آمد کا مقصد پورا کرنے کیلئے امتِ مصطفیٰ مسلسل انبیاء والا کام کرتی رہے۔
امت وسط اور خیر امت کی حیثیت سے تمام انسانوں پر شہادت امر بالمعروف اور نہی عنِ المنکر ، دین کامل اور اقبال کا مردِ مومن

یہ کام کیسے ہو؟ تقویٰ اور تزکیہ نفس کیلئے مسلسل تربیت، ذاتی اصلاح، اہلِ خانہ کی تربیت اور ماحول کی بہتری کی خاطر ایک اچھا مبلغ اور مصلح بننے کیلئے قرآن وسنت کی روشنی میں

مفت کتابیں
بلا معاوضہ فاصلاتی تربیت

مُربیِّ بنئے
(جامع دینی تعلیم اور مسلسل روحانی تربیت)

ملک اور بیرونِ ملک سے
خواتین و حضرات کیلئے

دعوت فاؤنڈیشن پاکستان

مکان نمبر 1، STI کالونی پلاٹ نمبر 7 سیکٹر H-9 اسلام آباد فون: 051-4444266، موبائل: 0323-5131416
0313-8484860
ای میل: anfides@gmail.com

مولانا حامد الحق حقانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

نشتر ہال میں حرمت رسولؐ کانفرنس میں شرکت وخطاب

☆ ۲۔اپریل کونشتر ہال پشاور میں ’’حرمت رسولؐ کانفرنس‘‘ میں مولانا مدظلہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ یہ کانفرنس انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام منعقد کی گئی۔ مولانا مدظلہ نے خصوصی خطاب فرمایا۔ ☆ ۲۹ مارچ کوخزانہ شوگرملز پشاور میں جمعیت علماء اسلام کے اجلاس میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ اجلاس میں پشاور کی معروف سماجی شخصیت سیف اللہ خان صاحب نے مولانا مدظلہ کوظہرانہ دیا اور درجنوں ساتھیوں سمیت جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

مولانا عبدالحفیظ مکی کی دارالعلوم آمد: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے تلمیذ رشید اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اپنے رفقاء سمیت دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے تفصیلی ملاقات کی۔ حضرت مہتمم صاحب کی خواہش پر حضرت مکی صاحب نے دورۂ حدیث میں دارالحدیث میں اجازتِ حدیث سے نوازا۔ اور طلباء کو اصلاحی خطاب بھی فرمایا۔

ڈاکٹر ڈگلس کی دارالعلوم آمد: 28 مارچ کوامریکہ کے بین الاقوامی سینٹر برائے مذہبی پالیسی تھنک ٹینک کے سربراہ ڈاکٹر ڈوگلس ایم جونسٹن (Dr. Douglas M. Johnston) نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ان کی رہائش گاہ اکوڑہ خٹک میں ملاقات کی۔ڈاکٹر ڈوگلس نے دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی اور انتظامی نظام اور ریسرچ وتحقیق کے شعبوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے مغربی دنیا اور تعلیمی اداروں کو آئیڈیل قرار دیا ہے۔

تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول کی تنظیم نو: دارالعلوم حقانیہ کی تاسیس سے قبل ۱۹۳۶ء میں اہل علاقہ کیلئے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے ایک سکول کا آغاز کیا تھا، جس میں دینی اور عصری تعلیم بیک وقت پڑھائے جاتے ہیں۔ عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کیلئے مولانا راشد الحق صاحب کی خصوصی تحریک پر حضرت مہتمم صاحب اور حضرت نائب مہتمم کے زیر سرپرستی ایک تعلیمی کمیٹی تشکیل دی گئی، جس کے کئی اجلاس منعقد ہوئے۔ انتظامی ڈھانچہ میں بنیادی تبدیلیاں کی گئیں۔

۵/اپریل کو تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس میں نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے

امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات دیئے اور طلباء کے والدین سے تعلیم کی اہمیت و ضرورت اور تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول کے تاریخی پس منظر پر پرمغز خطاب فرمایا۔

دارالعلوم کی نئی جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے بارے میں اجتماعات

کرک اجلاس (۲۸ فروری): مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے تعمیر اور رابطہ کے سلسلہ میں دارالعلوم حقانیہ کے قدیم و جدید فضلاء سے خطاب کیلئے بعد ظہر مولانا انوارالحق و مولانا مفتی غلام قادر مدظلہ جامعہ مدینۃ العلوم ورانہ شہید آباد کرک پہنچے۔ سینکڑوں طلباء نے ادارہ کے مہتمم مولانا شاہ عبدالعزیز مدظلہ و اساتذہ کی قیادت میں مدرسہ سے باہر طویل قطاروں میں استقبال کیا جامعہ حقانیہ کے روحانی فرزند ضلع کرک سے جمع ہوئے تھے۔ ایک خاص قسم کا جذبہ فضلا حقانیہ میں موجود تھا۔ حضرت مولانا انوارالحق کے تقریر کے بعد فضلاء کے جوش میں مزید اضافہ ہوا انہوں نے عہد کیا کہ مسجد کی مکمل ہونے تک تن، من دھن کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اسی وقت حسب استطاعت لاکھوں روپے جمع ہوئے۔ کئی دیندار مستورات نے اپنے زیورات جمع کرائے۔

لکی مروت اجلاس: مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے تعمیر کے سلسلہ میں دارالعلوم جامعہ حقانیہ کے قدیم وجدید فضلاء کا اجتماع جامعہ عثمانیہ مچن خیل روڈ لکی مروت میں منعقد ہوا۔ جس میں دور دراز کے قدیم فضلا و عمائدین علاقہ جمع تھے شیخ الحدیث مولانا انوارالحق نے دارالعلوم کی تاریخ اور مسجد و تعمیر پر سیر حاصل بیان فرمایا۔ سینکڑوں فضلاء کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ انہوں نے جانی قربانی کا عہد کر کے فوری طور پر مسجد کیلئے تگ ودو کا عہد کیا۔ اسی وقت ایک کثیر رقم جمع کرنے کے علاوہ مسجد کے تعمیر کے کام کو آگے بڑھانے کا عزم کیا جو تا حال جاری ہے۔

سرائے نورنگ (۲۹ فروری): سرائے نورنگ کے فضلاء کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے مولانا انوارالحق صاحب فضلاء کو ہنگامی بنیاد پر مسجد شیخ الحدیث عبدالحقؒ کی طرف توجہ دلائی۔ فاضل حقانیہ اور اہل خیر حضرات فضلاء پہلے سے مہم چلا رہے تھے۔ جسکی وجہ سے تمام ضلعوں میں سرائے نورنگ چندوں کے اعتبار سے اول نمبر رہا۔ مولانا عبدالحمید صاحب، مولانا خلیل الرحمٰن اور الحاج غلام فرید صاحب نے انتہائی محنت اور نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا۔

صوابی اجلاس (۴ اپریل): شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی قیادت میں شیخ الحدیث انوارالحق صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ باباجی مدظلہ جامعہ رحمانیہ صوابی تشریف لے گئے۔ وہاں یہ قدیم و جدید فضلاء کرام نے دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعمیر مسجد کے بارے میں اجلاس مقرر کیا تھا۔ جہاں پر سینکڑوں فضلاء کا اجتماع ہوا۔ وہاں کے علماء کرام نے خاص کر مہتمم مدرسہ رحمانیہ صوابی حاجی اسماعیل

صاحب مفتی عبدالباری صاحب وغیرہ نے اجتماع کا جونظم وضبط کیا تھا بہت قابل دید اور قابل تعریف تھا۔
نماز ظہر کے بعد حضرت انوارالحق صاحب نے لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ اور دارالعلوم کیساتھ وفاداری کی عجیب انداز میں ترغیب دی۔ جسکے بعد شیخ الحدیث سمیع الحق صاحب نے بھی لوگوں کو جنت میں گھر بنانے اور اپنی آخرت سنوارنے کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی۔ اور آخر میں شیخ الحدیث مغفوراللہ صاحب کے دعائیہ کلمات سے اجتماع اختتام پذیر ہوا اور لوگوں نے بھرپور تعاون کیا۔

بنوں اجلاس (۱۰ مارچ بروز منگل): دارالعلوم حقانیہ کا وفد شیخ الحدیث مولانا انوارالحق کی قیادت میں بنوں گیا۔ قدیم ادارہ جامعہ معراج العلوم کی گیٹ جلوس کی شکل میں معراج العلوم میں داخلہ سے پہلے مدرسہ کے مہتمم مولانا حفیظ الرحمان کے اصرار پر ادارہ کے نئے گیٹ کی رسم افتتاح کی۔ بعد میں منتظمین کے اصرار پر دورۂ حدیث کے طلباء سے خطاب اور سند حدیث کی اجازت دی گئی۔ پر تکلف ظہرانے سے فارغ المرکز لاسلامی جہاں سے پہلے سے ضلع بنوں کے اساتذہ اور جملہ فضلاء حقانیہ استقبالی کیلئے جمع تھے حاضر ہوئے۔ زیرتعمیر مسجد بنام شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا پہلے تعمیر کا سن کر فضلاء می نیا جذبہ ولولہ پیدا ہو چکا تھا جلسہ گاہ کیلئے حضرت مولانا نسیم علی شاہ پسر مولانا نصیب علی شاہؒ فاضل دارالعلوم حقانیہ نے اعلی اور منظم اہتمام کیا تھا۔ اجتماع سے علاقہ کے ممتاز شیوخ الحدیث، علماء اور عمائدین نے تقاریر کئے حضرت شیخ الحدیث مولانا انوارالحق نے بھی جامع مسجد شیخ الحدیثؒ پر روشنی ڈالی۔

مولانا مفتی بلال الحق صاحب کے فرزند محمد مصعب کی پیدائش: فضیلۃ الشیخ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہٗ کے پڑپوتے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد انوارالحق مدظلہ کے پوتے اور حضرت مولانا مفتی بلال الحق مدظلہ کے بیٹے کا ورود سعود موسم بہار کے خوشیوں کو دوبالا کرنے کا سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ رب جلیل کے فضل واحسان سے گلشن حقانی کے پھولوں میں ایک پھول کا اضافہ ہوا اور عشیرہ عبدالحقؒ کیلئے خوشیوں، مسرتوں، برکتوں کا ذریعہ بنا۔ ساتویں دن بچے کا عقیقہ اور محمد مصعب نام تجویز کیا گیا۔ مبارکبادی کا سلسلہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے مہکتے گلشن کے پھول کی خوشبو تادیر قائم ودائم رکھے۔

حضرت مولانا امیر حمزہ کی شہادت: دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فاضل اور ضلع نوشہرہ کے مشہور علمی شخصیت خطیب جامع مسجد تقویٰ حضرت مولانا امیر حمزہ کو ۲۷ مارچ کو نامعلوم افراد نے فائرنگ کرکے شہید کیا، مرحوم عشاء کی نماز پڑھا کر واپس گھر آرہے تھے۔ مولانا مرحوم ضلع نوشہرہ کی ہردلعزیز شخصیت اور جید مدرس تھے، مسجد تقویٰ میں کئی سال تک دورہ موقوف علیہ تک کتابیں پڑھاتے رہے۔ نماز جنازہ میں دارالعلوم کے اساتذہ اور منتظمین نے شرکت کی۔

محمد اسرار ابن مدنی

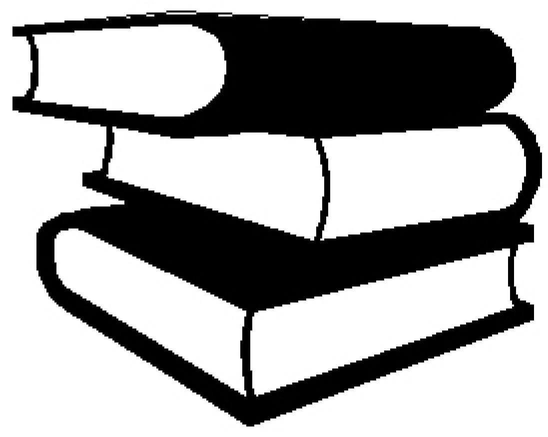

تعارف وتبصرہ کتب

- **مولانا سمیع الحق (حیات وخدمات) .... مولانا عبدالقیوم حقانی**

مصنف کتب کثیرہ، شارح مسلم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو موضوع کا حق ادا کرتے ہیں، آپ کا ایک خاص اسلوب نگارش ہے، جس سے مولانا ابوالکلام آزاد کی جرأت اظہار، اور مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی رعنائی تحریر جھلکتی ہے، قرطاس وقلم کی وادی میں آپ نے جس شخصیت کی برکت سے قدم رکھا، اس کتاب کے ذریعہ آج اسی عظیم اقلیم فکر ونظر کے شہسوار کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ حضرت حقانی صاحب کو اپنے استاد شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے بے پناہ محبت ہے، اس کا ثبوت حقانی صاحب کی زیر نظر کتاب دو ضخیم جلدوں میں ہے، جو استاد وشاگرد کے درمیان ربط وتعلق کی ایک لازوال داستان ہونے کے علاوہ ایک مرد مجاہد کی کہانی اور ایک عہد کی تاریخ بھی ہے، مولانا حقانی نے مولانا سمیع الحق کی داستان سبق آموز کو اس طرح مرتب کیا ہے کہ مولانا سمیع الحق کی زندگی کے ہر گوشے سے بحث کی ہے، علم وقلم کے اعتبار سے ہو یا ادب وتاریخ کے لحاظ سے، درس وتدریس ہو یا اعلاء کلمۃ الحق، قومی وملی جدوجہد ہو یا سیاسی خدمات، فرق باطلہ کا رد ہو یا عالمی صلیبی اور صیہونی دہشت گردی کا تعاقب، نفاذ شریعت کی کوششیں ہو یا افغان جہاد اور دفاع پاکستان کونسل کی خدمات ....غرض یہ کتاب مولانا سمیع الحق کی تقریباً پون صدی پر مشتمل داستان عزیمت کا ایک دلآویز مجموعہ ہے، مولانا سمیع الحق نے ہر فورم پر اعلاء کلمۃ الحق ڈنکے کی چوٹ پر کی ہے، انکی سرگوشی بھی گونج ہے، آپ بات کو گول مول نہیں کرتے حق بات کہتے ہیں خواہ نتائج کچھ بھی ہوں......

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش   میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

مولانا سمیع الحق کی ذات اور زندگی، خدمات کے حوالے سے مولانا حقانی نے جو کچھ لکھا ہے، اس پر صاحبِ سوانح سے نہ صرف تائید وتصویب حاصل کی بلکہ ان سے نظر ثانی بھی کرالی، جس سے کتاب کی استناد میں اضافہ ہوگیا اور گویا ایک قسم کی آپ بیتی بن گئی مولانا سمیع الحق کتاب کے پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''میرے نہایت ہی قابل فخر برادر عزیز ادیب اریب، صدیق حمیم، فاضل اجل مولانا عبدالقیوم حقانی ایداللہ بنصرہ العزیز فی میادین العلم والتحریر جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اساتذہ، اکابر ومشائخ سے محبت و عقیدت کے لحاظ وافر سے نوازا ہے اور اکابر کے احوال ومعارف کی تدوین واشاعت پر ایک تاریخی کام کی

توفیق دی ہے......اب یکا یک ان کے سر میں کیا سودا سمایا کہ وہ ایک حقیر وفقیر، کم سواد طالب علم کی سوانح کے پیچھے پڑ گئے، ہر لحاظ سے علمی اور عملی حدود اربعہ سے تہی دامن شخص اگر مؤلف کتاب کی اس خواہش کو اپنے ساتھ ایک مذاق سمجھ بیٹھا تو اس میں تعجب کیا؟ اس لئے ان کے اصرار کے باوصف کرتا رہا مگر گزشتہ چار پانچ سال سے وہ اسی کام کے پیچھے لگے رہے کہ میں اپنی آپ بیتی لکھوں یا انہیں اجازت دوں کہ یہ خدمت وہ انجام دے سکیں۔"

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ خود عرض مولف میں کتاب کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

"پیش نظر کتاب کا اسلوب سادہ و آسان ہے، اس میں کتنے ہی مقامات ایسے ہیں جہاں آپ کو رکنا پڑے گا، تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند کرنی پڑیں گی اور اس تأثر کو دل میں اتارنا ہوگا جو آپ نے اس کتاب کے مطالعہ سے کشید کیا ہے۔اس کتاب میں مولانا سمیع الحق کی صرف علمی، تدریسی اور سیاسی زندگی ہی بیان نہیں ہوئی بلکہ بعض خالص نجی واقعات بھی آ گئے ہیں اور کسی کی عظمت جاننے کا ایک پیمانہ یہ بھی ہے کہ وہ نجی زندگی میں پاکباز ہو۔" تم ہو جہاں میں گوہر نایاب کی طرح ممکن نہیں کہ تم سے زمانہ نہ ہو بے نیاز

کتاب کا اکثر مواد تاریخی اعتبار سے قابلِ لحاظ ہے، مؤلف اس نوع کی کتابیں لکھنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور بقول مولانا سمیع الحق: "تصنیف و تالیف کا کام اس کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ کسی کوہ کن کا جوئے شیر لانے سے بھی مشکل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مولانا حقانی کے لئے یہ کام ایسا سہل اور موم بنا دیا ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے آہن و فولاد کہ جیسے چاہا اسی سانچہ میں ڈھال دیا۔"

کتاب پر تبصرہ لکھنا احقر جیسے کم فہم و کم مایہ، کم علم کے لئے نہایت مشکل ہے اس کتاب پر تبصرہ لکھنے کے لئے تو سید سلمان ندویؒ، ماہر القادری، طالب ہاشمی حکیم محمد سعید اور مفتی محمد تقی عثمانی وغیرہم کا قلم چاہیے، احقر تو بس خریداران یوسف میں نام شامل کرنے کی غرض سے لکھتے ہے۔

مولانا عبدالقیوم حقانی کی تمام تصنیفات و تالیفات بالخصوص سفیر امن مولانا سمیع الحق کی حیات و خدمات پر فرانس بیکن (1561-1626) کا قول صادق آتا ہے۔ "کچھ کتابیں چکھنے کیلئے ہوتی ہیں۔بعض حلق سے اتارنے کے لائق اور معدودے چند چبانے اور ہضم کرنے کیلئے ہوتی ہیں۔"

اسکی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "گویا کچھ کتابیں صرف جزوی طور پر پڑھنے کیلئے ہوتی ہیں۔اور کچھ دوسری کتابیں پڑھنے کیلئے تو ہوتی ہیں مگر انہماک سے نہیں اور معدودے چند محنت اور توجہ کیساتھ کاملاً پڑھنے کیلئے ہوتی ہیں..." حضرت حقانی صاحب کی یہ کتاب معدودے چند کی زمرہ میں آتی ہے۔کتاب منگوانے کیلئے پتہ نوٹ فرمائیں: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ (مبصر: مولانا حبیب اللہ حقانی)

فقہ البیوع علی المذاہب الأربعة .... شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ان گنی چنی شخصیات میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالی نے اس دور میں دین کے احیاء اور مخلوق پر اتمام حجت کیلئے منتخب فرمایا ہے، حضرت کی شخصیت و خدمات کسی سے مخفی نہیں، وہ اہل پاکستان، برصغیر بلکہ عالمِ اسلام کیلئے متاع عزیز اور سرمایہ گراں مایہ ہیں، آنجناب کے قلم میں اللہ تعالی نے بہت برکت عطا فرمائی ہے، جس موضوع پر بھی لکھتے ہیں اس کے تمام نواحی کو لیکر جامعیت کے ساتھ مختصر اور پر مغز عبارت میں نفیس موتی بکھیر دیتے ہیں، ان کی مختلف تحریریں اہل علم کے سامنے آتی رہتی ہیں اور پوری دنیا میں ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہیں، ان کی عبقری تصانیف میں تکملة فتح الملهم، بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة، اسلام اور سیاسی نظریات، اسلامی معاشیات کا ایک تعارف اور فتاوی عثمانی وغیرہ تو ایک عرصہ سے اہل علم سے داد حاصل کررہی ہیں۔

حال ہی میں اُن کی ایک جدید کاوش فقه البیوع علیٰ المذاهب الأربعه کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے، حضرت مفتی صاحب کا اختصاصی میدان فقہ ہے اور فقہ میں بالخصوص معاملات، بیوع، بینکنگ، کے مسائل اور قضایا پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو کمال کا تبحر نصیب فرمایا ہے۔

عصر حاضر میں معاملات نے بہت تیزی کیساتھ ترقی کرتے ہوئے بہت سی پیچیدہ قسم کی صورتیں پیدا ہوئیں، جن کے حل کے لئے دستیاب مواد کا احاطہ کرنے کی بعد بھی تشنگی باقی رہتی تھی، اس صورت حال میں ایک ہندی نژاد، متبحر فقیہ، عالمِ بے بدل کی طرف سے فقہ المعاملات کے حوالے سے فقه البیوع علیٰ المذاهب الأربعه کا آنا علما کرام کیلئے عموما اور مفتیان عظام کیلئے خصوصا نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ فقہائے اسلام کا دوسرے مسائل کے علاوہ فقہ المعاملات، اور تجارتی قضایا خصوصی میدان رہا ہے کیونکہ اس بارے میں وارد نصوص چند بنیادی نکات پر اتفاق کے بعد مختلف تشریحات کا احتمال رکھتی ہیں، اسلئے فقہائے کرام نے ان نصوص کی تحقیق میں مختلف زاویوں سے تحقیق فرمائی اور ان تمام احتمالات کی تشریح فرمائی، لیکن قریبی دور میں معاملات کی ایسی صورتیں پیش آئیں جن پر مذکورہ مبادی وفروع کی تطبیق کسی کہنہ مشق فقیہ کے فکر وتحقیق کی محتاج تھی۔ اللہ تعالی حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی زندگی میں خیر وعافیت کے ساتھ برکت عطا فرمائے انھوں نے اس ضرورت کو احسن انداز میں پورا فرمایا۔

مصنف مدظلہ نے فقہ البیوع تالیف کرتے وقت چاروں مذاہب کو سامنے رکھ کر یہ عظیم الشان کتاب مرتب کی ہے جبکہ بعض مواضع میں فقہ اسلامی، انگریزی، رومن، فرانسیسی اور سویز قوانین کا مقارنہ بھی اس مقصد کیلئے کیا ہے، تاکہ مسلمان کہیں اسلام مخالف قوانین میں نہ پڑ جائے نیز اس مقارنہ کا بنیادی مقصد یہ بھی ہے

کہ اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام (CAPITALISIM) کا فرق اور قوانین اسلامی کے اندر حکمت الٰہیہ کی اہمیت واضح ہوجائے ،بعض مسائل میں عصر حاضر کے فقہاء کی کتابوں اور اقوال و آراء کو بھی بخوبی جمع فرمایا ہے۔

کتاب فقہ البیوع دو ضخیم جلدوں میں طبع ہوگئی ہے ،جن کے کل صفحات ۱۲۵۵ ہے اور حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتہم نے تقریباً ۲۷۳ مصادر و مراجع سے بھرپور استفادہ فرمایا ہے ،جن میں زیادہ تر عربی مصادر ہیں اور بہت تھوڑی اردو کتابیں ہیں ،جبکہ ۲۳ انگریزی مراجع بھی ہیں ، کتاب ان شا اللہ مذاہب اربعہ کے مروجہ مسائل کا بہترین انسائیکلو پیڈیا ہے ،عنوانات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ،بعض معرکۃ الآراء مسائل پر بہترین اور منقح انداز میں بحث کی گئی ہے ،مثلاً غیر مسلموں کا مسلمانوں کے ملک میں زمین و جاگیر خریدنا اور گھر بنانا ، خاص حجاز مقدس ،اور فِلسطین میں صلیبیوں اور صہیونی قوتوں کا جاگیر خریدنا ،اور بستیاں ومکانات بنانے کے حوالے سے عمدہ فقہی مباحث ملاحظہ کی جاسکتی ہیں ۔کتاب فقہ البیوع اگر چہ دیگر معتمد کتب فقہ کی بنسبت حجم میں کم ہے لیکن عربی کہاوت ہے ربما یوجد فی الأنھار ما لایوجد فی البِحار یہ عظیم علمی ،فقہی ،قانونی اور تجارتی سوغات پر مشتمل اپنی نوعیت کا منفرد مجموعہ مکتبہ معارف القرآن دارالعلوم کراچی کورنگی سے بہترین طباعت ،عمدہ کاغذ اور خوبصورت جلد بندی کیساتھ دستیاب ہے (مبصر: مولانا مفتی محمد سجاد الحجابی)

اعتذار: مولانا سجاد حجابی کا علمی و تحقیقی تبصرہ آٹھ صفحات پر محیط تھا مگر صفحات کی تنگدامنی اور کثرتِ مواد کی وجہ سے اس کا خلاصہ شامل تبصرہ ہے۔ادارہ اس جسارت پر معذرت خواہ ہے۔

- **نبی کریم ﷺ کی صورت و سیرت** .... **مولانا حکیم محمد عمر فاروق**

فن سیرت کا آغاز درحقیقت بعث نبویؐ کے روز اول ہی سے ہوگیا تھا ،سیرت مقدسہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر اپنوں اور غیروں نے قلم اٹھایا ہے۔ سیرت نبوی وسعتوں کا حامل موضوع ہے ،دنیا کی ہر زبان میں اس پر بے تحاشا کتابیں ،رسائل ،مقالات ،مضامین اور کالم لکھے گئے ہیں ،اور اردو زبان میں بھی اس پر بے شمار لوگوں نے خامہ فرسائی فرمائی ہے ،تاہم جس نے بھی موقع پا کر اس مقدس موضوع پر لکھنے کو اپنی سعادت سمجھا اگرچہ ان تمام گوشوں کا احاطہ کرنا بھی دل گردے کا کام ہے۔زیر نظر کتاب ''نبی کریمؐ کی صورت و سیرت'' بھی اسی سلسلۃ الذھب کی ایک کڑی ہے۔ جسے حضرت مولانا حکیم محمد فاروق قریشی نے قلمبند کیا ہے۔یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے منفرد اسلوب کی حامل ہے۔حکیم صاحب نے چار ابواب پر مشتمل اس کتاب میں عمدہ انداز ،اور اختصار کے ساتھ نبی کریمؐ کی سیرت وصورت کے ہر پہلو کا ذکر کیا ہے۔ ہر پڑھے لکھے شخص کو آپؐ کی مختصر سیرت وصورت کا علم حاصل کرنے کیلئے اس مختصر اور جامع کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ جناب مولانا

عمر فاروق صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔امین۔۲۴۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۲۶۰ روپے پر حنفی مجلس عمل آزاد کشمیر سے دستیاب ہے۔کتاب منگوانے کا رابطہ نمبر 0302-4915208 (مبصر: مولانا اسلام حقانی)

● التقریر الحاوی علی مباحث السراجی.........مولانا فضل باقی

عہد نبوی ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے دور خلافت میں بھی اس علم کو بڑی اہمیت حاصل رہی۔صحابہ کرامؓ میراث کے مسائل اس کے ماہرین سے پوچھتے تھے،جو صحابہ اس فن کے ماہر تھے ان کی رائے کو ترجیح دی جاتی تھی امام بیہقیؒ نے باب قائم کیا ہے،"باب ترجیح قول زید بن ثابت علی قول غیرہ من الصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین فی علم الفرائض" اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل میں صحابہ کرامؓ بھی صرف اس فن کے ماہرین کو ترجیح دیتے تھے۔میراث کے مسائل پوچھنے اور اس فن کے سیکھنے کے لئے اس فن کے ماہرین کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے،یہ ہر کسی کا کام نہیں ہے اس وجہ سے میراث کے ماہرین کی وفات کو صحابہ کرامؓ نے ،،ذھاب علم ،، سے تعبیر کیا ہے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر درس نظامی میں میراث کی درس وتدریس کیلئے علامہ سجاوندی کی مشہور کتاب ،،سراجی،، داخل درس ہے اور درس نظامی میں اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل ہے،لیکن اہمیت کے باوجود مشکل عبارات پر مشتمل ہے اس لئے سراجی پڑھانے والے مدرس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو آسانی سے سمجھائے،اسی مقصد کے پیش نظر ارباب علم نے مختلف زبانوں میں مطول اور مختصر شروحات لکھ کر اس کتاب کی بڑی خدمت کی۔اس سلسلے کی ایک کڑی مولانا فضل باقی صاحب کی کتاب التقریر الحاوی علی مباحث السراجی ہے۔

مولانا فضل باقی صاحب دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ہیں عرصہ دراز سے دارالعلوم قاسم العلوم گندف میں پڑھاتے ہیں ممتاز عالم دین،تجربہ کار استاد اور ایک منجھے ہوئے اتالیق کی حیثیت رکھتے ہیں،اس کتاب میں سب سے پہلے انھوں نے اصل کتاب "سراجی" کا متن دیا ہے پھر اس کے تحت ترجمہ تشریح وتوضیح اور مثالیں بیان کی ہیں۔جس کی وجہ سے سراجی کی دیگر شروحات کی نسبت یہ شرح زیادہ تفصیلی ہے۔

کتاب میں مختلف علماء کرام کے تاثرات بھی شامل ہیں،ان شیوخ کی ان گراں قدر تاثرات سے اس کتاب کی ثقاہت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ان حضرات کی اراء اس کتاب کیلئے سند کی حیثیت رکھتے ہے، کتاب کی طباعت معیاری اور ٹائٹل جاذب نظر ہے،خوبصورت سرورق سے مزین اور مجلد ہے۔معلمین، متعلمین اور علم میراث سے دلچسپی رکھنے والوں کو مطالعے کی دعوت دی جاتی ہے۔کتاب کو دارالتصنیف والتالیف دارالعلوم قاسم العلوم گندف نے شائع کیا ہے اور ضخامت صفحات:۵۱۱ ہے۔ (مبصر: سعید الحق جدون)